

الآن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون هـ

موسى الآرواح

1970

آراستہ سیدہ پروین کاظمی

۱۵-۱۳۰

الْآنَ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ هـ

موسى الآرواح

1970

آراستہ سیدہ پروین کاظمی

۱۳۰

سلسلہ مطبوعہ شاہ ابوالخیر اکادمی دہلی
نمبر

مونس الارواح

تصنیف

جہاں آرا بیگم و حضرت شاہ جہاں صاحبقران ثانی

مع تذکرہ و تبصرہ

آراستہ

پروین کاظمی بنت سید نظام الدین احمد کاظمی

مطبوعہ شاہ ابوالخیر اکادمی

6/..... روپے

قیمت

مقیمہ۔ خانقاہ حضرت شاہ ابوالخیر، بازار خلی قبری ہلی

1970

ذکر مبارک خواتین

- ۱- اباجی کے حضور میں (انتساب) صفحہ ۳
- ۲- پیش لفظ = ۴
- ۳- تذکرہ و تبصرہ = ۱۲ تا ۱۵
- ۴- لوح مزار جہاں آرا بیگم = ۱۵
- ۵- نعت سرور کائنات از خواجہ معین الدین سنجری = ۱۶
- ۶- آغاز کتاب مونس الارواح = ۲۰ تا ۲۱
- ۷- شجرہ عالیہ خانوادہ چشتیہ = ۲۱-۲۲
- ۸- ذکر احوال سعادت آل حضرت خواجہ معین الدین سنجری = ۲۳ تا ۲۴
- ۹- ذکر مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی = ۲۴ تا ۲۶
- ۱۰- ذکر مبارک حضرت شیخ حمید الدین ناگوری = ۲۶ تا ۲۷
- ۱۱- ذکر مبارک حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر = ۲۷ تا ۲۸
- ۱۲- ذکر مبارک حضرت خواجہ نظام الدین محمد بدایونی = ۲۸ تا ۲۹
- ۱۳- ذکر مبارک حضرت خواجہ امیر خسرو دہلوی = ۲۹ تا ۳۰
- ۱۴- ذکر مبارک حضرت خواجہ نصیر الدین محمود = ۳۱ تا ۳۳
- ۱۵- خاتمہ کتاب = ۳۴
- ۱۶- ذکر حضور و نذرانہ عقیدت = ۳۵ تا ۳۸
- ۱۷- تاریخ رحلت حضرت خواجہ غریب نواز سلطان لہند منظوم = ۳۸
- ۱۸- تماثیل مزارات وغیرہ = ۳۹ تا ۹۶

84165

آباجی کے حضور میں

★ جن کا نام نامی حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی

مجددی ہے۔

★ جن کی مریبانہ اور بزرگانہ شفقت و مرحمت مجھے یہ ختصاص

بخشا کہ "آباجی" کے پیارے نام سے آپ کو یاد کرتی اور شرف

حضور می پاتی ہوں۔

★ اللہ تعالیٰ آپ کے فیض سبکراں اور سایہ عاطفت کو تادیر قائم رکھے،

★ میں اس تاچیز کاوش کو جو مونس الارواح کی جدید ترتیب

تربین اور صحیح و طباعت کی صورت میں پیش نظر ہے، بکمال

ادب و عقیدت حضرت والا کی خدمت میں پیش کرنے کی

سعادت حاصل کرتی ہوں۔

”گر قبول افتد زہے عز و شرف“

خاک نشین

پروین کاظمی

پیش لفظ

رحمت انتساب، جنت مآب، صاحبۃ الزمانی نواب جہاں آرا بیگم کی پیش نظر کتاب مونس الارواح، فصیح نثر نگاری کا ایک نادر الوجود علمی و ادبی شاہکار ہے۔ بزرگانِ خاندانِ چشت کے حالاتِ بابرکات اور ملفوظاتِ طیبات کو اس کتاب میں زبان و بیان کی جن خوبیوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

میں نے پہلی مرتبہ مونس الارواح کا ایک خوشخط قلمی نسخہ مخدوم محرم حضرت الاناشاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی سجادہ نشین رگاہ زیدۃ العارفین حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ کے گرانقدر ذاتی کتابخانہ میں دیکھا تو مصمم ارادہ کر لیا کہ اس کتاب کو پورے اہتمام کے ساتھ شائع کیا جائے کوئی مطبوعہ نسخہ خاصی جستجو کے بعد بھی نہ مل سکا اس لئے متعدد قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر ایک صحیح اور کامل نسخہ خود تیار کیا۔ اس کام میں پروین اختر سلمہا میرے ساتھ رہیں اور جہاں آرا بیگم کے حالاتِ زندگی کی ترتیب و تالیف تو صرف ان ہی کے ذوقِ سلیم اور عزمِ طہیرم کا نتیجہ ہے جس کے لئے وہ مستحقِ تحسین ہیں۔ یقین ہے کہ مونس الارواح کا یہ مکمل اور صحیح نسخہ جس کو پروین کاظمی پیش کر رہی ہیں قدر شناسی اور حسن قبول سے محروم نہ رہے گا۔

خاکسار
سید نظام الدین احمد کاظمی

۱۵ اشوال سنہ ۱۳۹۰ھ
۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۷۰ء

تذکرہ و تبصرہ

جہان آرا ہندوستان جنت نشان کے عالی قدر بادشاہ
محمد شہاب الدین صاحبقران ثانی معروف بہ شاہجہاں کی عزیز ترین
صاحبزادی تھیں اور بیگم صاحب کے معزز لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔

۲۱ صفر ۱۰۲۳ھ کو ولادت ہوئی۔ ان کی والدہ محترمہ کا نام ارجمند
بانو تھا جو ممتاز محل کے خطاب سے سرفراز و ممتاز تھیں۔ تاج بی بی کا روضہ
جس کو تاج محل بھی کہتے ہیں ممتاز محل اور شاہجہاں کا مدفن و مقبرہ ہے۔
تاج محل کی عمارت عجائبات عالم میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے
یہ عمارت ہندوستان کے مشہور شہر آگرہ میں واقع ہے جسے پہلے اکبر آباد
کہتے تھے، یہی وہ شہر ہے جس کو مغل اعظم کا پایہ تخت اور دارالسلطنت
ہونے کا فخر حاصل تھا۔

جہاں آرا بیگم کے حسن سیرت اور جمال صورت کا اعتراف ان کے
اکثر معاصرین اور مورخین نے کیا ہے خود شاہجہاں بادشاہ جو مرجع احترام
و عقیدت تھے اپنے سب بچوں سے زیادہ ان سے محبت کرتے تھے۔
جہاں آرا بیگم نے اپنی ساری زندگی شفیق و مہربان والد کی خدمت و
اطاعت میں صرف کر دی۔ تاہم خدمت گزار اور اطاعت شعاری

کے گہرے احساس اور اس کی بجا آوری کے شوق نے ان کو از دو واجی زندگی کی مسرتوں سے بھی دور رکھا۔

جہاں آرا بیگم کی تعلیم و تربیت اعلیٰ درجے کے قابل و لائق استادوں اور تالیفوں کی نگرانی میں ہوئی۔ انہیں متعدد علوم و فنون میں خاصی مہارت تھی۔ ان کا بیشتر وقت تصوف و اخلاق، سیر و تاریخ اور ادب انشاء کی عمدہ کتابوں کے مطالعہ میں گزرتا تھا۔ وہ ایک بلند پایہ انشاء پرداز اور خوشگوشااعرہ تھیں۔ سلاست و فصاحت ان کی نشرو نظم کا خاص جوہر ہے تصنیف و تالیف کا صحیح ذوق اور ملکہ ان میں موجود تھا۔ ان کی زیر نظر کتاب نس الارواح اس کا بین ثبوت ہے۔

خطاطی اور خوشنویسی میں بھی انہیں کامل دستگاہ تھی۔ صوفیاء کرام اور بزرگان دین سے سچی عقیدت رکھتی تھیں اور اس عقیدت و ارادت میں تادم آخر اضافہ ہی ہوتا رہا۔ صالحین و اکابر دین کی اسی والہانہ عقیدت نے انہیں مونس الارواح کی تصنیف پر آمادہ کیا چنانچہ کتاب کے حاتمہ میں لکھتی ہیں:-

”کمال قلوب و عقیدت نے اس فقرہ کو آمادہ کیا کہ حضرت پیر دستگیر (خواجہ معین الدین چشتی) اور آپ کے خلفائے بزرگ کے حالات قلمبند کروں۔ الحمد للہ کہ خدائے علیم و قدیر کے فضل و کرم اور پیر دستگیر کی عنایت سے مجھے اس مقصد میں کامیابی نصیب

ہوئی۔“
(مونس الارواح صفحہ ۸۴)

لاریب کہ مونس الارواح بزرگان سلسلہ چشتیہ کے حالات میں ایک بلند پایہ اور قابل قدر کتاب ہے۔ اختصار و جامعیت کے ساتھ حسن بیان اور سلاست زبان اس کتاب کے خصوصی اوصاف ہیں۔

مونس الارواح کا سیال تالیف ۱۰۲۹ھ ہے۔ اس وقت جہاں آرا بیگم کی عمر ۲۶ سال تھی، کتاب کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حسن و رعنائی کا یہ پیکر جمیل جس کا نام نامی جہاں آرا ہے۔ عالم تشابہ میں بھی اخلاق و کردار کی اعلیٰ صفات آراستہ، بزرگان دین کی محبت و عقیدت سے سرشار اور علم و عرفان کی لائے وال نعمتوں سے مالا مال تھا۔ مونس الارواح میں اس حقیقت کو انہوں نے خوب اس طرح

تحریر کیا ہے :-

فرائض اور واجبات کی ادائیگی اور تلاوت کلام مجید کے بعد اس ضعیفہ کے نزدیک کوئی کام بھی اولیاء کرام کے پاکیزہ حالات اور ان کے درجات و مقامات بیان کرنے سے بہتر نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اپنے خاص اوقات کو ایسی کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرتی ہوں جو بزرگان دین اور صاحبان یقین کے احوال سعادت مال پر مشتمل ہیں۔“

(مونس الارواح صفحہ ۸۴)

جن عظیم المرتبت مشائخ چشت کے حالات و ملفوظات جہاں آرا بیگم نے مونس الارواح میں لکھے ہیں، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :-

- ۱۔ پیر دستگیر خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین حسینی سنجرمی اجمیریؒ
 - ۲۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کالی اوشی حسینیؒ
 - ۳۔ حضرت شیخ حمید الدین ناگوریؒ
 - ۴۔ حضرت شیخ فرید الدین معروف بہ گنج شکرؒ
 - ۵۔ حضرت شیخ نظام الدین محمد معروف بہ محبوب الہیؒ
 - ۶۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود معروف بہ روشن چراغ دہلی
- کتاب کے مندرجات کی صحت و صداقت کے بارے میں جہاں آرابیگم نے لکھا ہے:-

”ان بزرگوں کے حالات پوری احتیاط کے ساتھ معتبر کتابوں اور رسائل سے اخذ کئے گئے ہیں اور جو کچھ مونس الارواح میں لکھا گیا ہے، میرے نزدیک وہ صحیح اور حقیقت پر مبنی ہے، یقین ہے کہ قارئین کو اس سے کافی فائدہ حاصل ہوگا۔“

(مونس الارواح صفحہ ۸۴)

مونس الارواح قدیم اصول تصنیف کے اعتبار سے نہایت قابلیت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ زبان و بیان کی سلاست اور شیرینی کے کیا کہنا۔ بے اختیار زبان پر یہ شعر دل کی آواز بن کر آجاتا ہے

دامانِ نظر تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
کالجین بہارِ تو ز دامانِ گلہ دارد

جن امور کا بیان بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی حیات مبارکہ کے

ذکر میں ہونا چاہیے وہ سب بڑے سلیقہ اور عمدگی کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں بلکہ میراجیال تو یہ ہے کہ حالاتِ زندگی کی تحقیق اور واقعاتِ تاریخی کی تنقیح کا جو طریقہ جہاں آرابیگم نے مونس الارواح میں اختیار کیا ہے، وہ نقد و تحقیق کے جدید اسلوب کے بھی بہت قریب ہے۔

مشائخِ کرام کے جو ملفوظات و ہدایات نقل کئے ہیں اور سلوک و تصوف کے جن رموز و نکات کو آسان اور دل نشیں انداز میں پیش کیا ہے اس سے جہاں آرابیگم کی نکتہ رسی اور عرفان و آگہی کا ثبوت ملتا ہے۔ تاریخی حقائق کی وضاحت بھی عالمانہ طریقہ پر کی ہے، اجمیر کی وجہ تسمیہ وغیرہ کے متعلق لکھتی ہیں:-

”اجمیر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ”آجا“ ایک راجہ کا نام تھا جس کی حکومت غزنی کے حدود تک پھیلی ہوئی تھی اور آجا ہندی زبان میں پہاڑ کو بھی کہتے ہیں۔ پہاڑ پر سب سے پہلی دیوار جو ہندوستان میں بنائی گئی وہ اجمیر کے پہاڑ کی دیوار ہے اور سب سے پہلا جو ضلع جو ہندوستان میں بنایا گیا وہ ”پشکر“ ہے۔ یہ اجمیر سے چار کوس کی دوری پر واقع ہے۔“

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز احوال مبارکہ میں بعض مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن اس باب میں جہاں آرابیگم کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کی اولاد تھی اور اس ضمن میں انہوں نے مونس الارواح میں سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔

جہاں آرا بیگم عمدہ ترین نثر نگار ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کی سخن گو اور سخن سنج بھی تھیں۔ مونس الارواح میں جو اشعار حمد و نعت اور منقبت میں انہوں نے لکھے ہیں وہ ان کے اپنے اشعار ہیں اور علو و فکر و نظر اور وسعت علم پر دلالت کرتے ہیں۔ ان اشعار کو پڑھ کر یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی شاعری خیال مے و ساغر کی گذرگاہ نہیں بلکہ حقیقت کی معرفت کی جلوہ گاہ ہے۔

حمد و نعت اور منقبت کے اشعار مونس الارواح کے ابتدائی اوراق میں موجود ہیں۔ اس لئے یہاں ان کا نقل کرنا غیر ضروری ہے۔ افسوس کہ معاصرندہ کرہ نویسوں نے جہاں آرا بیگم کے اشعار نقل نہیں کئے صرف منشی سہیل چند مصنف "تاریخ آگرہ" نے ان کے ایک مرثیہ کے تین شعر نقل کئے ہیں۔ یہ مرثیہ انہوں نے اپنے والد ماجد شاہجہاں پادشاہ کی وفات پر کہا تھا۔

ای آفتاب من کہ شدی غائب از نظر
 آیا شب فراق ترا ہم سحر بود!
 ای بادشاہ عالم و ای قبلہ جہاں
 بکشائی چشم رحمت و بر حال من نگر
 ناظم چین ز غصہ و بادم بود بدست
 سوزم چو شمع در غم و دودم رود ز سر

جہاں آرا بیگم کے اعلیٰ علمی ذوق اور پاکیزہ مذاق شعر و سخن کی معتبر شہادتیں اور ان کی بخشش و عطا کے متعدد واقعات تذکرے کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

”ریاض الشعراء“ اور خزائنہ عامرہ میں مرقوم ہے کہ جہاں آرا ایک مرتبہ برقعہ پہنے ہوئے باغ کی تفریح کے لئے گئیں۔ راستہ میں پیر صیدی طہرائی کا مکان تھا۔ یہ حضرت بالاخانہ پر چڑھ کر جمال جہاں آرا کا جائزہ لینے لگے۔ جہاں آرا کو برقعہ میں دیکھ کر صیدی نے برجستہ کہا اور خوب کہا۔

برقع برخ افگندہ بردناز بیاش
 تانگہت گل بختہ آید بہ دماغش
 پھر اس شعر کو مطلع بنا کر پوری غزل اسی قافیہ اور ردیف میں کہہ ڈالی جو صیدی کے دیوان میں موجود ہے۔

جہاں آرا بیگم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے صیدی کو پانچ ہزار روپے بطور انعام اپنے خزانہ سے دلوانے، لیکن ساکھ ہی شہر بدر ہونے کا حکم بھی صادر ہوا کہ بالاخانہ پر چڑھ کر چوری چوری جہاں آرا بیگم کو دیکھنا صیدی کا ایک گستاخانہ اور حرم شاہی کے داب و آداب کے منافی تھا۔

مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے ”تذکرہ ید بیضا“ میں لکھا ہے کہ میرزا محمد علی ماہر نے جہاں آرا بیگم کی مدح میں ایک مثنوی پیش کی تو

اس شعر پر باہر کوپانچ سو روپے انعام میں ملے :-

بذاتِ تو صفاتِ کردگار است

کہ خود پہنہاں فیضش آشکار است

میرزا حسن بیگ قرہ وینی نے جو دربار شاہجہانی کا ممتاز منصفدار اور شاعر تھا، ایک مثنوی "شاہجہاں آباد" کی توصیف میں لکھی۔ اس مثنوی میں باغِ حیات بخش کی تعریف میں جو اشعار کہے گئے وہ خاص طور پر جہاں آرا کو پسند آئے۔ اس کے صلہ میں حسن بیگ کو پانچ سو روپے عطا کئے گئے۔

۱۸۴۲ء میں حشیش شاہی کے موقع پر جہاں آرا کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ بُری طرح جل گئیں، چونکہ اس موقع پر تمام عمائدِ سلطنت موجود تھے اس لئے انہوں نے شرم و حیا کی وجہ سے اس شدید صدمہ کو نہایت ضبط و تحمل کے ساتھ برداشت کیا کہ مبادا اس حالت میں انہیں کوئی نا محرم دیکھ لے۔

یہ الم انگیز واقعہ ان کی زندگی کا ایک عظیم حادثہ تھا۔ جب وہ صحتیاب ہوئیں تو حاجی محمد جان قدسی نے ایک پر زور قصیدہ پیش کیا جس کے اس ایک شعر کے صلہ میں جہاں آرا بیگم نے قدسی کو پانچ ہزار روپے عطا کئے۔

تا سرزدہ از شمع چہیں بے ادبی
پروانہ ز عشق شمع را سوختہ است

جو دو سخا کے ان واقعات کے علاوہ، جہاں آرا بیگم کے دینی اور علمی شغف و انہماک کا اندازہ لگانے کے لئے ان کا یہی ایک کارنامہ بہت کافی ہے کہ شہر آگرہ (اکبر آباد) کی عظیم الشان جامع مسجد انہوں نے تعمیر کرائی اور اس کے ساتھ ہی تعلیم قرآن اور علوم دینیہ کا ایک بڑا مدرسہ بھی قائم کیا، جس سے مدت دراز تک ہزاروں تشنگان علوم سیراب ہوتے رہے۔ اور جامع مسجد تو آج بھی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ جہاں آرا بیگم کے عمل صالح اور ایمان محکم کا اعلان کر رہی ہے۔ جہاں آرا بیگم کے علمی ذوق اور تصنیف و تالیف کی قابلیت کے ضمن میں ان کی ایک اور تصنیفی کاوش ”صاحبیہ“ کا تذکرہ بھی بہت ضروری ہے۔ یہ رسالہ اگرچہ تلاش و جستجو کے باوجود مجھے نہ مل سکا تاہم اور نیل کالج میگزین (علی گڑھ) میں اس پر ایک مضمون شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ”صاحبیہ“ میں جہاں آرا بیگم نے اپنے پروردگار شاہ بخشنی کے حالات عقیدت و احترام کے ساتھ قلم بند کئے ہیں۔ آخر میں کچھ اپنے حالات اور اشعار بھی لکھے ہیں۔

مضمون نگار کے بیان کے مطابق یہ رسالہ (۱۹۰۹ء) اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر ذی روح کو ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جہاں آرا بیگم بھی اس حقیقت سے دوچار ہوئیں اور بتاریخ ۷ ماہ رمضان المبارک ۱۰۹۲ھ مطابق ۱۶۸۹ء بمقام دہلی۔ تقریباً ستر سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس وقت اورنگ زیب

عالمگیر ہندوستان کے تختِ شاہی پر جلوہ افروز تھے۔ لیکن جہاں آرا بیگم کی وفات کے وقت وہ برہانپور (دکن) میں فروسکش تھے۔ جب انہوں نے اپنی بڑی بہن کے انتقال کی خبر سنی تو بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے۔ جہاں آرا بیگم کی چھبیز و تکفین کے تمام انتظامات شاہی طریقے پر کئے گئے اور تین دن تک دارالسلطنت میں مکمل سوگ منایا گیا۔ اس نیک سمیرت اور فقیر منش شہزادی کا مقبرہ حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ اقدس کے پائین میں واقع ہے۔ بہترین اور قیمتی سنگ مرمر کا یہ جالی دار مقبرہ خود جہاں آرا بیگم نے اپنی زندگی میں تعمیر کرایا تھا۔ قبر سنگ مرمر کی ہے لیکن تعویذِ قبر خام ہے جس میں گھاس اگی رہتی ہے۔

جہاں آرا بیگم کی لوحِ مزار پر جو عبارت اور شعر کندہ ہے وہ صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیے۔

لوح مزار

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

یغیر سبزه پوشد کسے مزارِ مَدَا
کہ قبر پوشِ غریبان ہمیں گیاہِ بسِ سَم
الفقیرة القانیة جہانِ آرا بیگمِ مَدِیدِ
خواجگانِ چشت بنت شاہجہاں بادشاہ
غازی انار اللہ برہانئاً سن ۱۰۹۲ھ

عبارت کے پرواز سے ظاہر ہوتا ہے کہ شعر اور عبارت دونوں جہانِ آرا بیگم
کے اپنے ہیں، جو انھوں نے اپنی حیات میں لوحِ مزار پر کندہ کرائے ہوں
گے۔ صرف سالِ وفات بعد میں کندہ ہوا، ورنہ جہانِ آرا بیگم کے نام کے
ساتھ ”الفقیرة القانیة“ کے الفاظ لوحِ مزار پر نہ لکھے جاتے۔

خاکسار

پروین کاظمی

۲۰
۱۰
۱۹۶۰

نعت سرور کائنات صلی الله علیه و آله

ای تو سلطان داری ملک وجود
 همه عالم طغییل تو مقصود
 مرکز محور وجود تویی !
 که به تو قائم است هر موجود
 شده جام جهان منمائی دولت
 منظر اسم شاهد و مشهور
 چاک چانت دوده صیقل عشق
 از برای ظهور نور شهرت
 ز اولت نام از ان محمد شد
 کائنات راست عاقبت محمود
 گر ملک سرکشند ز خدمت تو
 همچو ابلیس می شود مردود
 می فرستند هر کسین درود به تو
 حق تعالی به او شود خوشنود
 در خوابه معین الدین حشینی سنجری قدس سره

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حمد و سبّ افزون از عدد و شمار مرصاع کریمی را جل جلاله
 که بقدرت کامله خویش جمع رسول و انبیا را با دمی فرقه انام گردا بند و
 شک و ستایش بیرون از حد و انحصار مرخالیق رحیمی را عم نواله که بصفت شامه
 خود شایخ و اولیا را مقتدار و پیشوائے اهل اسلام ساخت خداوند،
 ملکا، بادشاها هر گاه زبان انبیا سے مرسل و فرشتہ ہائی مقرب از او ای
 حمد و ثنائی تو عاجز باشند۔ این ضعیفہ را چه یار کہ در وصف تو زبان تواند
 کشاد و یا حرفی از کتاب حمد تو تواند خواند۔

آنجا کہ کمال کبریائی تو بود عالم نمی از بحر عطائی تو بود
 ما را چه حد حمد و ثنائی تو بود ہم حمد و ثنائی تو سزائی تو بود

ای بوصفت بیان ما همه صحیح همه آن تو آن ما همه صحیح
 هر چه بین خیال ما همه نقص هر چه گوید زبان ما همه صحیح
 که بکنه حقیقت برسیم لے یقین و گمان ما همه صحیح
 و ہزاراں صلوات نامیات و فراداں تحیات راطبات بروضہ مطہرہ
 سنورہ حضرت رسالت پتاہ رسول اللہ شگافندہ ماہ و تمانندہ راہ،

ہر سپہ رسالت بدر فلکِ جلالت، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
احمدِ رسل کہ خرد خاکِ است ہر دو جہاں سینہ فراقِ است

سلطانِ رسل کہ از ہمہ پاک آمد ذالشیب سببِ خلقتِ افلاک آمد
در شانِ شریف و حایتِ قدسی لولاک لما خلقت الافلاک آمد

و بر آلِ کرام و اصحابِ عظام آن سرورِ انام کہ ہر یک کو کبِ اقتدا و
اخترا ہتدا اند، خصوصاً بر چہار یارِ بزرگوار کہ چہار رکنِ عالمِ شریعت و چہار
دیوارِ حصنِ حقیقت اند، نازل باد، اول افضلِ ایشان سر حلقہٴ مہاجر و
انصار، مخصوص بآیہ اذہما فی الغار مخزنِ اسرارِ نبوی، مہبطِ انوارِ مصطفوی
حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق است۔

اے مخزنِ رازِ آسمانی اے محرمِ کعبہ معانی
صدیقِ طریقِ استقامت زینبندہٴ مندِ کرامت
دووم ایشان سرفراز کشورِ ملت و دین، دانائے رموزِ صدق و یقین
اعدلِ اصحابِ پیغمبر، سلالہٴ احبابِ خیر البشر حضرت امیر المؤمنین
عمر فاروق

چو بر تختِ خلافت رفت قاریق شد اعلامِ ہدی را سرِ بیوقوف
ز صدیقِ ارچہ عالمِ زیب فریافت خود از عدلِ عمرِ دگر یافت
و سیوم ایشان معدنِ منبعِ صدق و صفاء، جامعِ آیاتِ قرآنِ مجید

حبیبِ رسولِ خدائی حمید حضرت امیر المؤمنین عثمان ذی النورین سے
 نہ ہی بر سپہر فلک کو کیے کہ بودش ہی بود اختر قرآن
 جہانِ صفا، صوفی پاک رو امین زمین و امانِ زمان
 و چہارم ایشاں مخزنِ علوم ربّانی، موردِ فیوضِ آسمانی، علم و اشجع
 اصحابِ کبار انفعی و اورع صحابہ نامدار حضرت امیر المؤمنین علی
 بن ابی طالب سے

شیرِ نیرِ داں کز نہیبِ خنجرش خصمِ رافترِ دُخولِ درِ حنجرہ
 بود از آسیبِ و پیش از اجل جانِ دشمن از غراتا غرِ غرہ
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اما بعد یاد آنکہ حضرت اللہ سبحانہ
 و تعالیٰ وجودِ مسعودِ اولیاءِ راقدس اللہ اسرارہم موجبِ ثباتِ استقرارِ
 عالم و عالمیاں گردانیدہ و از بکتِ سعادتِ انتظامِ ایشاں روح اللہ
 ارواحہم، جہان و جہانیاں را استقامت و مدارِ بخشیدہ و جمیع فیوضات
 برکات از زمینِ انفاسِ متبرکہہ این گروہ والا شکوہ از آسماں بزمیں می آید و
 ہر سعادت مندی کہ از روی عقیدتِ خاص کمرِ ارادت و اخلاصِ ایشاں
 بر میانِ جاں بستہ از ان فیضِ بہرہ تمام و فائدہ مالا کلام می رہاید و حق
 جل مجدہ و علا دوستی و ارادتِ این فرقتہ علیہ را وسیلہ نجاتِ مومنان
 واسطہ وصول بدرجاتِ جنان و موجبِ خلاصی از درکاتِ نیران
 ساختہ و محض از کمالِ کرمِ ازلی و لطفِ لم یزلِ طریقہ پیری و مریدی و
 قاعدہ سلسلہ ہا را کہ مالِ حالِ مسلمانان بدان انتظام دارد در میان

ایشان پیدا آورده و مومنین و مومنات فرقه فرقه و گروه گروه بهر یک از ان سلاسل
منوط و مر لوط گردانیده و این امر را سبب رستگاری در روز قیامت ساخته،
چه در ان روز که در شان آل آیته **يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ
وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ** وارد است و مقدار آن روز برابر به پنجاه هزار سال
خواهد بود و انواع فرسخ و اهو ال یا انسان روی خواهد آورد، صف هائی
مربیان در سایه پیران دین از ان اهو ال ایمن خواهند بود، پس هزاران
حمد و شکر افراد و ثنا و ستایش مر خدائے کریم و رحیم، تعالی و تقدس که
حلقه ارادت و بندگی سلسله شریفه معظمه مکرمه چشتیه را که در عالمکب و سیئه
هندوستان بلکه در ساهای معموره جهان، رواج و اشتها روارد و لیبی اولیائی
بزرگ عالی مقدار و بسیاری از مشایخ کبار نامدار ازین سلسله علیه خواسته
اند و در گوش دل اخلاص منزل این فقیره حقیره بی بضاعت و ضعیفه و خیفه
بی استطاعت راجیه از درگاه اله، جهان آرا بنت شاه جهان بادشاه غازی
ابن جهانگیر بادشاه ابن اکبر بادشاه کرده این ضعیفه اگر بر سر هر موزیانی دشته
باشد از ادائی شمه شکر این عطیه عظمی و موهبت کبری عاجز است و این
فقیره از کمترین مربیان عبودیت نشان حضرت قطب الاولیا، برگزیده
درگاه ایندو تعالی، عارف و اصل، کامل مکمل غوث العارفین، غیث الاسلام
و المسامین، سرور مشایخ کبار، سر حلقه اولیائی نامداره

آل شهنشاه جهان معرفت ذات او بیرون ز ادراک و صفت
مخسر و ملک فنا بے تخت و تاج از خود و از غیر خود بے احتیاج

غرق بحر عشق از صدق و صفا از خودی بیگانه با حق آشنا
 گرد مرغ بختش ز اوج کمال بیضه افلاک را در زیر بال
 اختر برج سپهر لم یزل گوهر درج کمال بے بدل
 آن معین دین و ملت بی نظیر فارغ از دنیا بملک دین امیر
 در تنائی او زبانم راجع حد فیض او باید که فرماید مدد
 عمدة الراشخین قدوة السالکین، شیخ الاسلام خواجہ معین الملک
 والحق والیدین حسن حسینی سجری حشیتی است قدس اللہ سرہ العزیز و آنحضرت
 مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونی و ایشاں مرید حضرت حاجی شریف زندی و
 ایشاں مرید حضرت خواجہ مودود حشیتی و ایشاں مرید پدر خود حضرت خواجہ
 یوسف حشیتی و ایشاں مرید خال خود حضرت خواجہ محمد حشیتی و ایشاں مرید پدر
 خود حضرت خواجہ ابوالاحمد ابدال حشیتی و ایشاں مرید حضرت شیخ ابوالحسن شامی و
 ایشاں مرید حضرت شیخ ممشاد علودنیوری و ایشاں مرید حضرت شیخ ہبیرہ
 البصری و ایشاں مرید حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی و ایشاں مرید حضرت سلطان
 ابراہیم ادھم و ایشاں مرید حضرت خواجہ فضیل عیاض و ایشاں مرید حضرت
 خواجہ عبدالواحد زید و ایشاں مرید حضرت شیخ حسن بصری و ایشاں مرید
 حضرت امیر المؤمنین امام المتقین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و ایشاں
 مرید حضرت خیر البشر، رسول رب العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
 شجرہ طیبہ این سلسلہ متبرکہ از کتاب "سقیئۃ الاولیاء" کہ تالیف
 برادر مرشد این حقیرہ کامگار، عالی مقدار، ذی المعالی و المفاخر،

صاحب باطن و ظاہر، از جنید سعادت پزودہ سلطان محمد داراشکوہ مد اللہ تلک
 و دوام بقامہ است نقل نموده چون این فقیر خود را حقیرترین مریدان
 آن حضرت قدس اللہ سرہ العزیز میبندد و اخلاص و بندگی بدرجہ اعلیٰ و مرتبہ
 قصویٰ دارد بنا بر این رسائی کہ بعضی از مشائخ متقدمین و متاخرین در ذکر
 احوال سعادت اشتمال و ملفوظات ہدایت آیات آنحضرت نوشتہ اند،
 ہمیشہ در پیش نظر داشت و از مطالعہ آن فائدہ بسیاری نمود از
 کمال اخلاص و تہایت اعتقاد خواست کہ از ہر رسالہ بعضی از ملفوظات
 ارشاد سمات و احوال و مقامات عالیہ آنحضرت را کہ خوانندگان شنوندگان
 را از ان فیض تمام و بہرہ مالاکلام حاصل آید، جدا نمودہ رسالہ علیحدہ بنویسد
 و الحمد للہ و المنتہ کہ از برکت روح مطہرہ آنحضرت و بکین عقیدت و
 اخلاص خود بریں مطلب اعلیٰ فائز گردید و رسالہ جدا تحریر نمودہ بمناسبت
 اسمی رسالہ کہ حضرت پیر دستگیر نوشتہ "انیس الارواح" نام
 کردہ اند این مرید عقیدت مند نیز رسالہ را موسوم بہ "مونس الارواح"
 گردانید، امیدوار است کہ ہر کس کہ کشتی ارادت چشتیان نشیند، اللہ
 سبحانہ و تعالیٰ او را از ظلاطم امواج بحر عصیان نجات بخشیدہ بساحل مزاد
 رساند و رجاء و اثق است کہ عنایت بی غایت پیر دستگیر کہ در بارہ
 مریدان صادق الاعتقاد میزدول است درد دنیا و آخرت دستگیری و
 حمایت این ضعیفہ را جیہ نماید و اللہ العلیٰ و العزیز العلیٰ مؤدب

84165

ذکر احوال سعادت مال حضرت قطب الاقطاب سید الاقطاب
 نیر آسمان معرفت، غوث الاسلام و المسلمین، معین الملک و الحق
 والدین محمد الحسینی السنجری آپشتی قدس اللہ سرہ العزیز
 آنحضرت در شاخ کبار بہمالات و مقامات علیہ شہور و معروف
 در زمرہ اولیائی عالی مقدار بصفات جلیہ موصوف بودند، ولادت با سعادت
 حضرت ایشاں روح اللہ و رحمہ، در ولایت سجستان بودہ و در دیار خراسان
 نشوونما یافتہ اند، پدر بزرگوار آنحضرت، در دریای سیادت، گوہر درج
 نقابت، نقادہ دودمان نبوی سلالہ خاندان مصطفوی، صاحب ہد
 تقوی، سالک طریق مہدی، قدوۃ المتورعین حضرت خواجہ غیاث الدین
 حسن، حسینی سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، بنہایت تقوی و صلاح آراستہ و
 غایت و درع و فلاح پیر آستہ بودند، وقتیکہ ایشاں بجوار رحمت حق تعالیٰ
 پیوستند حضرت قطب الاقطاب پیر دستگیر پانزدہ سالہ بودند و از میرا
 والد بزرگوار باغی و آسیائی آبی با حضرت قدس اللہ سرہ العزیز رسیدہ
 بود و حضرت پیر دستگیر محصول آنرا قوت خود دیگرہ و استکان خود می نمودند
 گویند در آن مقام سعادت فرجام مجذوبی بود صاحب حال و کشف کرامات
 اورا ابراہیم فندزی می گفتند، روزی بالہام غیبی بیارغ حضرت پیر دستگیر

در آمد آنحضرت درختان باغ را آب می دادند چون از آمدن ابراهیم و
 گشتند پیش رفته تو اضع و تعظیم بجائے آورده دست او را بوسیدند و
 در زیر درختی بنشاندند و خود بادیب تمام در خدمت ابراهیم نشستند
 ابراهیم پارچه کنجاره از بغل خود بیرون آورده در دهان خود انداخت و
 دندان زده از دهان بر آورده بدندان مبارک آنحضرت انداخت، بجز
 خوردن آن نوری در باطن شریف آنحضرت پیدا شد و محبت دنیا و ملک
 خانه بکلی از دل مبارک حضرت ایشان محو گشت و باغ و املاک را فروخت
 بر فقرا و مساکین نفقه کردند و از انجام سفر گشته بطرف بخارا و سمرقند رفتند
 مدتی در آنجا بوده حفظ قرآن و کسب علوم ظاهری نمودند و از آن دیار
 عزیمت عراق عرب فرمودند چون بقصبه هارون که در لواحق نیستا پور است
 رسیدند خدمت هادی طریق ولایت، واقف رموز هدایت، صاحب
 کشف و ایقان، عالم مراتب عرفان، قطب آسمان صلاح و رشاد،
 بدر فلک فلاح و سدا و مقتدای مسالک اسلام، مورد فیض و مہربط
 الہام شہر یار ممالک عرفان، منظر جود و منبع احسان حضرت خواجہ عثمان
 ہارونی قدس الشہرۃ العزیزہ را دریافتند و حضرت ایشان از اکابر مشائخ و
 بزرگان اہل حقیقت بوده اند، چنانچہ گویند وقتی در سفری گذر حضرت خواجہ
 عثمان ہارونی قدس الشہرۃ العزیزہ بمقام مغال افتاده و در آنجا تشکرہ بود
 بغایت کلاں چنانچہ ہر روز مقدار بسبب ارابہ ہیزم در آن می انداختند،
 حضرت ایشان در حوالی آل تشکرہ نزول فرمودند و خادم ایشان بجهت

افطار آرد آورده خواست که ازاں آتشکده آتش بیار و توان موجود سازد
مغان چون دانستند که مسلمانست نگذاشتند که با آتشکده نزدیک شود و
آتش بردارد، خادم آمده حقیقت را عرض کرد، حضرت ایشاں وضو سائے
متوجه آتشکده شدند، مجیتا نام که سرگروه مغان بود پسرے ہفت سالہ
در کنار داشت، حضرت ایشاں از او پرسیدند کہ این آتش را چرا می
پرستی و دست از پرستش خدائے تعالیٰ کہ آتش و دنیا و آنچه در دنیا
مخلوق اوست باز داشته گفت در دین ما آتش را مرتبہ عظیم است
در قیامت باران سوزد، ایشاں فرمودند چندین سال کہ آتش را پرستید
توانی کہ دست خود را در آتش داری و ترا نسوزد، مرغ گفت خاصیت
آتش سوختن است، این کار نتوانم کرد۔

حضرت ایشاں طفلی را در کنار مرغ بود کشیدہ و در کنار گرفته متوجه
آتش شدند۔ از مغان فریاد برآمد کہ ای شیخ چه کار است کہ میکنی۔
حضرت ایشاں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ و آیة کریمہ
فَلَنَأْيَا نَارَ كُونِي بَرْدًا و سَلَامًا عَلٰی اَبْرَاهِيْمَ و اٰلِهٖ كَعِد
فَجَعَلْنَاهُمْ الْاٰخِرِيْنَ را بر زبان مبارک راندند و در آتشکده درآمدند و
مدتے در آن آتش از نظر مردم غائب بودند، چند ہزار کس از مغان و غیر
ایشاں حاضر بودند، فریاد و فغان بر آوردند، بعد ازاں حضرت ایشاں
ازاں آتش بدرآمدند، چنانچہ اثر دود بر جامہ مبارک آنحضرت و آن
طفل پیدا بنود۔

معاں ازاں طفل پر سیدند در آتش چه دیدی، گفت از برکت شیخ
غیر از کل دریا حدین چیزے دیگر ندیدم۔ پوچھاں ایں حالت و کرامت حضرت
ایشان مشاہدہ نمودند ہمگی از روئے اخلاص سر ہائے خود را بہ پائے مبارک
ایشان نہادند و ایمان آوردہ مسلمان شدند و آنحضرت مجتہد را شیخ
عبداللہ و آل طفل را ابراہیم نام نہادند و ایں ہر دو از اولیائے مکمل
شدند و آنشکرہ خراب ساختہ مسجد بنا کردند و حضرت ایشاں دو نیم
سال در اں مقام اقامت نمودند۔ وفات حضرت ایشاں خواجہ عثمان ۷
ہارونی در مکہ معظمہ شانزدہم شوال واقع شدہ۔ القصہ حضرت پیر
دستگیر خدمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رسیدہ مرید شدند و مدت
بسیار سال و شش ماہ در خدمت ایشاں بہ ریاضت و محابہ
گذراہندہ کار را با تمام رسانیدند و ہمیشہ در سفر حضرت جامعہ خواب پیر
خود را نگاہ میداشتہ اند۔ انگاہ بہ نعمت خلافت مشرف شدند و خرقہ
خلافت از پیر خود پوشیدہ، رخصت گرفتہ بقصبہ سنجا آمدند و دو ماہ
پانزدہ روز در آنجا بودہ بقصبہ جیل رسیدہ، حضرت غوث القلین
قطب ربانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی را قدس اللہ سرہ دریاقتند و
قصبہ جیل از بغداد ہفت روزہ راہ است و آنحضرت پنج ماہ و ہفت
روز در صحبت غوث اعظم بودہ اند، چنانچہ حجرہ متبرکہ ایشاں در اں مقام
سعادت فرجام تا حال ہست و از آنجا بہ ہمدان و از ہمدان بہ تبریز
رفتند و با اکابر آنجا ملاقات نمودند و نقل است از حضرت شیخ فرید الدین

مسعود گنجشکر قدس الله سره که فرموده اند از پیر خود حضرت خواجہ قطب الدین
 احمد بن موسی اوشی شنیده ام کہ می گفتند پیرین حضرت خواجہ معین الملک
 والحق والدین رضی اللہ عنہ ریاضت و مجاہدہ عظیم داشتہ اند چنانچہ
 بعد از ہفت روز بیارچہ نانہ کہ از ترنج مشقال بیش بنورسہ بایب
 تر ساختہ افطار می کردند نقل است از حضرت شیخ نظام الدین بدرونی
 قدس اللہ سرہ العزیز کہ حضرت خواجہ بزرگ ماجامہ دوتالی اجسیدہ
 زودہ می پوشیدند اگر پارہ می شد از ہر جنس پارچہ کہنہ پاکہ می یافتند
 بدان پیوند می کردند در فوائد الفیاد نوشتہ کہ من آن دوتالی را دیدہ
 ام۔ آخر آن جامہ بہ شیخ نظام الدین رسید، گویند حضرت پیر و سنگیر وقتہ
 کہ از پیر خود حضرت خواجہ عثمان ہارونی خررقہ یافتند، عمر مشرفین ایشاں
 بہ پنجاہ و دو سال رسیدہ بود و مشغولی اعظیم داشتند و اکثر بر قدم تجرد
 تفرید سفر می کردند و بہر جا کہ می رسیدند بیشتر ورقیرستان می بودند
 ہر روز دو ختم قرآن می کردند و بہر جا کہ اندک شہرت می یافتند و کسی از حال
 آنحضرت مطلع می شد در آنجا توقف نمی نمودند و میخواستند کہ کسی
 واقف حال ایشاں نشود و از اطہار خوارق و کرامات اجتناب کام داشتند
 حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز میفرمودند کہ معین الدین
 محبوب اللہ است و ما را از مریدی او تفاخرو مباہات است۔
 چوں آنحضرت از پیر خود مرخص گردیدند سیر بغداد و تبریز و استراباد
 و ہرات نمودند و مدتہ در ہرات اقامت داشتند و اکثر شہرہا در بقعہ

شریفہ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ وروز ہا درمی گذرانیدند
 در یک موضع کم می بودند و غیر از یک خادم، ملازم آنحضرت بنودے و اکثر نماز
 فجر بوضوئی عشاء میگذاردند، چون در شہر ہرات شہرت یافتند بہ سبزوار
 آمدند، حاکم آنجا یادگار محمد نام داشت و بہ بد اعتقادی و بد خلقی و ظلم
 مشہور بود، آنحضرت بباع یادگار محمد رفتہ کنار حوض بنشستند و او نیز
 بباع آمد، چون چشم او بحضرت پیر دستگیر افتاد در تمام جسم اولرزہ افتاد و
 بر رو افتادہ بیہوش شد و در ہشت عجبے بر جماعتی کہ با او قبیق بودند
 مستولی گشت، آنحضرت آب ہماں حوض را بر رویش زدند، بیہوش آمد و
 آنحضرت با او از بلند فرمودند توبہ کردی۔ بجز تمام گفت توبہ کردم، معلوم نشد
 کہ در اں حال چہ معائنہ کرد کہ چنین خوف و در ہشت برو غالب شد و
 جماعتی کہ با او بودند مگی توبہ کردند آنحضرت فرمودند وضو کنید و دو گانہ
 شکر توبہ ادا نمایند، چنین کردند و یادگار محمد با تبع خود مرید آنحضرت شد و
 آنچه در ملک او بود ہمہ را بالفقر قسمت نمود و از واصلان حق گشت و حضرت
 پیر دستگیر از آنجا بہ بلخ رفتند، در آنجا حکیمی بود ضیاء الدین نام او را بر اہل
 تصوف اعتقاد و اعتماد بنود و میگفت علم تصوف ہدیائے است کہ
 تب زوگان و مسالیب العقل بزبان می رانند و صوفیاں را ہمیشہ دیدار
 میکرد۔ گویند با خادم آنحضرت پیوستہ دو دستہ تیر و کمان و چقماقی
 و نکلانے ہمراہ بودے و گاہے از آبادانے دور افتادہ در صحرا ہا
 میگذرانیدند، بچہت قوت شکار کردہ باں لقمہ بے شبہ افطار میکردند۔

روزے آن حضرت کلنگے شکار کرده بودند، چون داخل شهر شدند در جاییکه
حکیم ضیاء الدین درس علم حکمت میگفت، گذر آنحضرت در آنجا افتاد در
زیر درختی نشستند و خادم با آنحضرت آتش آورده کلنگ را کباب
می ساخت و حضرت پیر دستگیر به نماز مشغول شدند حکیم را خواهش
شد که در آنجا بنشیند و ازال کباب نصیبه باورسد و از مشاهده دیدار
با انوار آنحضرت اثری عظیم در دل حکیم پیدا آمد، بعد از فراغ نماز آنحضرت
را سلام کرد و خادم کباب بخدمت آنحضرت آورد، حضرت پیر دستگیر
بر خواهش حکیم واقف گشتند و نام خدای بزرگوار آورده رانے ازال
کباب جدا کرده حکیم دادند و خود هم مشغول تناول گشتند، حکیم بجز
خوردن کباب از فلسفیات که در سینه او بود بیکیاری زانل گشتند و
انکار بنور اعتقاد مبدل شد و حالتش دگرگون گردید درین حال آنحضرت
چیزی از زبان مبارک بر آورده در دهن حکیم انداختند و ازال بخورد
بحال آمد و اسرار الهی بر حکیم منکشف گشته تمامی کتب فلاسفه را در
آب انداخت و خود را از تعلقات دنیوی مجرّد ساخت و با شاگردان
خود نائب گشته مرید آنحضرت شد و حضرت پیر دستگیر از آنجا عزیمت
غزنی فرمودند و از آنجا بخطه لاهور شریف آوردند و از لاهور به دهلی
آمدند و چند روز در آنجا اقامت کردند چون هجوم خلق بسیار شد، از
آنجا متوجه جمیر گشتند و همدرین باب نقل است که چون آنحضرت
از خدمت پیر خود نعمت یافته و کار خود را تمام ساخته رخصت شدند

بنگہ معظمہ رفتند و از آنجا بمدرینہ مشرفہ تشریف بردند و در آن بقعہ
 منورہ مشغول بودند و در بعضی از روزہ منبرکہ حضرت رسالت پناہ
 صلی اللہ علیہ وسلم آواز آمد کہ ای معین الدین حسن تو معین دین مانی -
 ولایت ہندوستان بتو حوالہ شدہ برود در مقام جمیر اقامت کنائی
 کہ کفر در آن سرزمین بسیار است از رفتن تو در آن ملک اسلام قوی
 خواهد شد و دین مسلمانان رونق خواهد یافت - از استماع این آواز حضرت
 پیر دستگیر را حیرت دست داد کہ جمیر کیاست، درین فکر ایشان را
 خوابیدند و حضرت رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام را در واقعہ دیدند
 حضرت سید المرسلین در یک طرفۃ العین تمام عالم را با ایشان از شرق
 غرب نمودند و ہر چہ در دنیا است از شہرہا و مقام ہا در نظر آنحضرت
 درآمد و قلعہ و کویہاے جمیر را با ایشان نشان دادند و یک انار از بہشت
 بحضرت دستگیر عطا نمودند و فرمودند ترا بخدا پیر در کم چون بیدار شد
 عزیمت ہند مسمم ساختند و سیر شہر ہا و مواضع کردہ با اکابر و مشائخ ہزار
 ملاقات نمودہ می آمدند و از یاران چہل تن ملازم آنحضرت بودند و
 توجہ بہ سمت جمیر داشتند گویند در آن وقت حاکم جمیر را حبس بود
 پتھورا نام کہ از سعادت دین اسلام بیگانہ بود و مادر او از علم نجوم خبر داشت
 و از وہ سال پیش اندر سیدن حضرت پیر دستگیر در جمیر پیر خود
 گفتہ بود کہ مرد سہ بزرگ پیدا شود کہ بسید اباملک و دولت
 تو را مل گرد و ازین جہت پتھورا ہمیشہ اندوگس می بود چون مادر پتھورا

حلیہ مبارک آنحضرت را نوشتہ بد پسر خود داده بود۔ پتھورا آن حلیہ را نوشتہ
 جا بجافر ستادہ مقرر نموده بود کہ ہر کس را باین حلیہ موافق یا نہر گرفت
 نزد او آوردند۔ چون آنحضرت بقتیبہ سمانہ تشریف آوردند۔ بالفاق مردم
 پتھورا چہرہ مبارک حضرت پیر دستگیر را بآن حلیہ موافق یافتند۔ خواستند
 غدر کنند، از راہ نواضع و تعظیم در آمدہ التماس نمودند کہ جائے مناسبہ بہت
 ایشان معین کردہ ایم۔ در آنجا فرود آیند۔ آنحضرت مراقب شدند و در واقعہ
 حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را دید کہ می فرمایند: اسکے معین اللہ ہیں
 قول این گروہ را استوار ما را کہ میخواہند بتو حضرت نے رسانند حضرت پیر
 دستگیر ازاں حال خبردار شدہ آن جماعت غدار را با تکر و اتیہند و واقعہ
 کہ دیدہ بودند بسیار اں ظاہر ساختہ بطرف اجمیر رسیدند۔ پتھورا استند کہ
 در سایہ درختی بنشینند شخصی آواز داد اسکے درویشاں شتران را اسکے
 پتھورا در سایہ این درخت می نشیند جائے دیگر فرود آئید۔ حضرت
 پیر دستگیر فرمودند شتران را اسکے پتھورا نشستہ باشند و یا اراں بکنار
 تال آنا سا کہ متصل کوہ در سایہ درخت فرود آمدند و خادماں کا دستہ
 ذبح نمودہ کہ باب می ساختند۔ بعضی بہت وضو بکنار حوض بیسل بہند
 رفتند و در اں وقت چند ہزار بت خانہ در کنار ایں حوض بود و صد و چند
 من روغن گل صرف ایں بت خانہ ہامی شدہ۔ بہ ہنماں خادماں آنحضرت را
 از وضو ساختن مانع آمدند و می گفتند دستہ سلیمانان کہ باین حوض
 برسد آب مستعمل خواہد شد، چون ایں متقدم بعضی آل حضرت رسید

حضرت پیر دستگیر تمام آب آنا ساگر و بیسل ہند را در بریق خود پیر کردند، چنانچہ ہر دو تال خشک شد و ہر جا کہ در ان شہر و حوالی چشمہ و آب بود خشک گردید، بلکہ شیر پتا نہائے زنان بچہ دار و چہار پایاں ہم خشک گشت، و میگونید کہ جتنے بود کہ پتھورا و پدران او آن جن را پرستش می کردند و ذلت خود را از طفیل آن می دانستند و چند پرگنہ را بجهت اخراجات او وقت نموده بودند، بجز طلوع آفتاب دین اسلام در ان سرزمین جن مذکور ترساں و لرزاں خود را بخدمت حضرت پیر دستگیر رسانید و در پائے مبارک آن حضرت سر نہادہ ایمان آورد و ایشان اورا مسلمان ساختہ ستادی نام نہادند۔ القصہ چون خبر آمدن آن حضرت قضیہ خشک شدن آب ہا و تشنگی خلق و برہائے نشستہ ماندن شتران را بہ پتھورا رسانیدند، مادرش گفت این ہماں شخص است کہ حقیقت اورا پیش ازین بدو از دہ سال گفتمہ بودم زینہار با او مباحثہ و مقابلہ تکنید کہ شمارا سو دمنند خواهد بود و با او بہ تعظیم و تواضع پیش آید۔ پتھورا نزد اچھے پال بدبخت جواب فرستاد کہ اینہا ہمہ سحر است من علاج آں خواہم کرد۔ پتھورا گفتمہ فرستاد کہ من میروم شما ہم استعدا خود نموده بیابید۔ چون پتھورا روانہ شد در اثناے راہ ارادہ ہائے فاسد نسبت باں حضرت بخاطرمی آورد در حال نابینامی گشت و چون از ان ارادہ باز می گردید بینامی شد، چنانچہ در راہ ہفت بار کور شد و بینا گشت۔ آخر الامر ارادہ ہائے باطل را از دل بیرون کردہ

خدمت آنحضرت آمد و اجے پال جوگی نیز یا ہفتصد مارکہ لیسحرو افسوں
 مسخر او بودند و یکہزار و پانصد چکر کہ از ساحری او در ہوا معلق می آمدند و
 ہفتصد شاگرد خدمت آنحضرت رسید و بہ سحر و جادوئے کہ می دانست
 بر آنحضرت بکار برد لکن ، بیخ اثر نہ کرد و چکر مار کہ بجانب حضرت
 پیر دستگیر و یاران آنحضرت می فرستاد ہمہ برگشتہ بر شاگردان اومی رسید
 سر و دست پائے آنہار اومی برید و مجروح می ساخت و مار ہائے کہ بزور
 افسوں با خود آوردہ بود ہمگی ز زسوراخ ہائے در آمدند۔ گویند چکر ہائے
 اجے پال از اثر سحر او چنان مسخر شدہ بودند کہ اگر با کسی جنگ کردے یا
 شخصے مدد ازو طلبیدے ، چکر ہائے خود را رواں می ساخت و تا صد
 کردہ راہ رفتہ سر ہائے دشمنان اورا می بریدند۔ الفصہ چوں تپھورا
 و اجے پال احوال بدیں منوال دیدند و مردم از تشنگی و بے آبی بہ ہلاکت
 رسیدند از راہ تضرع و عجز در آمدند ، حضرت پیر دستگیر اجے پال را
 فرمودند کہ اس ابریق مرا برداشتہ بیان اجے پال چند اندک قوت کرد
 ابریق را نتوانست برداشت۔ آنحضرت فرمودند کہ سحر و جادوئے
 تو نیست کہ باطل کردہ اس ابریق مردانست۔ پس حضرت پیر دستگیر
 جنے را کہ مسلمان ساختہ شادی نام نہادہ بودند ، فرمودند ابریق را بسیار
 شادی بموجب فرمان برداشتہ آورد۔ آنحضرت اندکے ازاں آب
 بطرف حوضہا بر زمین ریختند۔ بفرمان الہی حوضہا دچاہ با چشمہ ہا ہمہ پر
 آب گردید و نیز دعا کردند شتران تپھورا از جا بر ناستہ بچرا مشغول شدند۔

از مشاہدہ این حوادث کہ حضرت پیر دستگیر بضرورت ظاہر نموده بودند و از
 مسلمان شدن جن خود و غلام گشتن او کافران حیران ماندند۔ گفتند
 مایاں تمام عمر پرستش این جن و عدمیت اے جے پال کر دیکم و خزانہ صروت
 اینہا نمودیم، دریں وقت، بیچ بکار ما بنیادند پس اے جے پال جوگی یا آنحضرت
 گفت، شما کار خود را بکار ما نیدواید، حضرت پیر دستگیر فرمودند اول
 تو چیزے کہ داری بنمائی۔ اے جے پال فی الحال پوست آہوے در ہوا
 انداخت و پوست معلق در ہوا باستاند بعد ازاں خود نیز دم کشیدہ و
 جسٹہ ہواں پوست شست و در ہوا بلند می شد و کفار را از مشاہدہ
 این سحر خوشحالی روئے میداد۔ آنحضرت در مراقبہ بودند سر پر داشتہ
 فرمودند اے جے پال تا کجا رفتہ گفتند برابر مرغے بنظر درمی آید۔ باز
 آنحضرت پرسیدند عرض کردند الحال از نظر ہا تا پدید گشت۔ حضرت
 پیر دستگیر بعلین خود اشارت کردند بعلین در ہوا شد و بالا میرفت تا بہ
 اے جے پال رسید و بر سر او میزد و آواز ضرب آتر او ناله و فریاد اے جے پال را
 جمیع حاضران می شنیدند تا آنکہ زدہ زدہ اے جے پال را از ہوا سرود
 آورد و بتفرع وزاری تمام بقدم مبارک افتادہ اماں خواست حضرت
 پیر دستگیر بعلین را با اشارہ منع فرمودند پس اے جے پال گفت حضرت
 ہم چیزے بتما بند۔ آنحضرت در مراقبہ شدند و روح مظهر ایشاں بہ عالم
 ملکوت عروج کرد چوں اے جے پال نیز ریاضت بسیار کشیدہ قوت
 استدراج حاصل نمودہ مانند ہیزم خشکے کہ بجز در رسیدن بہ آتش

افروختہ گردید، شدہ بود او ہم مراقبہ نمود و روح او استدرج کرده در
 عقب روح پاک آنحضرت می رفت تا بہ آسمان اول رفتند، روح شریف
 آنحضرت بالاسے آسمان عروج کرد و روح اجماعی پال در زیر آسمان بماند
 راہ نیافت۔ با آنحضرت الحاح و زاری کرد کہ مرا نیز با خود ببرد۔ آنحضرت
 روح او را با خود بیالابروند، تا بر عرش عظیم رسیدند و از برکت صحبت
 فیض روح مطہر حجاب از پیش روح اجماعی پال برداشته شد و تعظیم
 ادب فرشتگان کہ بروح حضرت پیوستگی کردند معائنہ میدید
 قبول روح آنحضرت اذ آنجا مراجعت کرد و بہ آسمان اول رسید
 بازخواست عروج نماید۔ روح اجماعی پال با آنحضرت الحاح کرد کہ مرا در
 اینجا نگذارید تا ہمراہ بودہ قدرت حق جل و علا را مشاہدہ می کردہ باشم
 آنحضرت فرمودند تو شائستہ این مقامات و تہنہ شوی کہ بصدق دل
 بخدا و رسول خدا ایمان آری، اجماعی پال قبول کرد کہ مسلمان می شوم اما
 التماس دارم کہ تا قیامت زندہ باشم۔ آنحضرت بدرگاہ سدای
 عز و جل مناجات نمودند فرمان آمد کہ دعائے تو مستجاب شد، پس حضرت
 پیوستگی دست مبارک بر سر اجماعی پال فرود آوردند و فرمودند زندہ
 خواری ماند، روح اجماعی پال فی الحال ایمان آورد و روح شریف
 آنحضرت روح اجماعی پال را با خود ہمراہ گرفتہ باز عروج نمودہ بعرش عظیم
 رسید و عرش و کرسی و بہشت و دوزخ و جمیع عجایبات را دیدہ باز گشتند
 از مراقبہ چشم بکشادند، اجماعی پال کلمہ طیبہ گویاں بیائے مبارک آنحضرت افتاد

دریں وقت بجهت مشاہدہ حق و باطل انہوہے کثیر حاضر شدہ بودند، باز
 اچھے پال سے مرتبہ کلمہ شہادت بنڈیاں راندو پتھورا و جمیع کفار این
 مقدمات را دیدہ و شنیدہ شرمندہ و نا امید شدند و بجا نہائے خود باز
 گشتند گویند اچھے پال تا حال زندہ است و در کوہستان اجمیر بسر
 میکند و ہر روز زیارت روضہ متبرکہ آنحضرت می آید، و اللہ اعلم
 بحقیقۃ الحال و آنحضرت بر پتھورا ایمان عرض کردند لیکن آن ایمان
 نیاورد و از اثر دعائے آنحضرت بدست لشکر اسلام گرفتار شدہ
 بخواری تمام بجهنم و اصل شد چنانچہ ذکر این خواهد آمد القصہ اچھے
 پال و شادی جن بالخاص تمام التماس نمودہ حضرت پیر دستگیر را
 بشہر اجمیر آوردند و آنحضرت مقام شادی را اختیار فرمودہ جماعت
 خانہ و عبادت خانہ و مطبخ ساختند و در جائیکہ مطبخ بود الحال روضہ
 منورہ آنحضرت است، نقل است از خواجہ قطب الدین بختیار اوشی
 قدس سرہ کہ می فرمودند بیست سال ملازم صحبت ایشان بودم، ہرگز
 ندیدم کہ ایشان کسے را بخود راہ دادہ باشند، وقتے کہ در مطبخ چیزے
 نبودے، خادم بیامدے و عرض کردے آنحضرت مصلائے مبارک را
 برداشتے و فرمودے بردار آنقدر کہ کفایت امروز و فردا کند، خادم
 ہماقدر برگرفتے، چہنیں سال و ماہ وظیفہ درویشاں ازاں حضرت می رسید
 اگر غریبے و مریضے بیامدے آنہارا بمطلوب رسانیدندے و ہنگام رخصت
 دست مبارک زیر مصلائے کردندے و آنچه بیرون آمدے بایشاں بدادندے

و ہم از خواجہ منقول است کہ وقتے مسلمانے از پیش پتھورا خدمت
 آن حضرت بہ نیت ارادت بیامد و ایصال اورا مرید نہ کردند آن مرد
 باز گشت و نزد پتھورا رفتہ شکوہ از آن حضرت کرد۔ پتھورا شخصے را
 فرستادہ پیغام داد کہ چہا اورا بریدی قبول نہ کردید۔ آن حضرت فرمود
 کہ بسبب سہ چیز کہ در مرکب است و از ہر طرف نخواہد شد۔
 اول آنکہ معاصی بسیار دارد، دویم از متابعان مانہست ماکلاہ بکسے
 نہ ہمیم کہ پیش غیر سر فرود آرد۔ سویم آنکہ در لوح محفوظ نوشتہ دیدام
 کہ او ازین جہاں بے ایمان رود۔ چوں این جواب را بہ پتھورا گفتند
 در خشم شدہ گفت شیخ سخنان غیب می گوید۔ بگوئید تا از شہر من بدر
 رود، چوں این مقدمہ لغرض آن حضرت رسید تبسم کردہ فرمودند
 کہ باد بگوئید کہ میان ما و توستہ روز مہلت است یا تو خواہی رفت یا ما
 ہمدراں دوسہ روز لشکر سلطان محمد شاہ بر سر پتھورا بہ اجمیر آمد و
 اورا زندہ دستگیر کردند و آن شخص کہ برائے مرید شدن آمدہ بود
 خود را در آب انداختہ غرق کردید و غضب شدن آن حضرت بر پتھورا
 باین طریق نیز بتظر در آمدہ کہ پتھورا مسلمانے را میر خانبندوان مسلمان
 خدمت حضرت پیر دستگیر شکایت کرد و پناہ آورد، آن حضرت کس
 فرستادہ منع فرمودند، آن کافر بد بخت قبول نہ کرد و گفت این مرد اینجا
 آمدہ سخنان غیب میگوید، چوں گفتار او بعرض حضرت ایصال رسید
 از روی غضب فرمودند کہ پتھورا را زندہ گرفتیم و دادیم۔ ہمدراں

ایام لشکر سلطان معز الدین سام از غزنین رسید و تپچورا یا لشکر اسلام
مقابلہ نمود و بدست اہل اسلام زندہ اسیر شد و از ان تاریخ در ان بیار
اسلام قوی گشت و پنج کفر و ضلالت مستاصل گردید۔

بعضی از کلمات قدسی آیات حضرت پیر دستگیر این است فرمودند

○ دل عاشق آتش زردہ محبت است ہر چه در ان فرود آید بسوزد
ناچیز گردد زیرا کہ بیخ آتشے بالا تر از آتش محبت نیست۔

○ فرمودہ اند کہ از جو نیہا و آبہائے رواں می شنوید کہ شورش و آوازے
بر می آید ہمیں کہ بد ریاضی رسد ساکن می گردد۔ ہمچنین چون طالب و اصل حق
گردد کم گوید و جوش و خروش دنیوی ز اہل شود۔

○ فرمودہ اند کہ پیرین می گفت کہ خدائے تعالیٰ را دوستانند کہ اگر
زمانے در دنیا از و محبوب مانند تابود گردند۔

○ فرمودہ اند پیرین می گفت در ہر کس این سہ خصلت پاست حق
تعالیٰ اورا دوست دارد اول سخاوت چون سخاوت دریا، دوم
شفقت چون شفقت آفتاب سیوم تواضع چون تواضع زمین۔

○ فرمودہ اند کہ صحبت نیکان بہ از کار نیک و صحبت بدان بدتر از
کار بد۔

○ فرمودہ اند کہ مرید در توبہ آن زمان ثابت شود کہ فرشتہ چپ
تا بیست سال بیخ گناہے پرونو بسید۔

○ فرمودہ اند پیرین می گفت مرد مستحق فقر آن گاہ شود کہ از در عالم

فانی بیچ باقی تماند۔

- فرموده اند محبت آنست که مطیع باشی و تبری که مبادا دوست براند۔
- فرموده اند عارفان را مرتبه البیت چون بآن مرتبه رسند جمیع عالم آنچه در عالم است میان دو انگشت خود بینند۔
- فرموده اند عارف آنست که هر چه خواهد پیش او آید و یا هر چه سخن کند از وجوب بشنود۔

- فرموده اند سالها بدین کار مجاور بودیم عاقبت جز مہمیت نصیب یافتند۔
- فرموده اند گناہ شمارا چنداں ضرر ندارد کہ خوار داشتی برادر مسلمان۔
- فرموده اند بندہ وقتی کہ بصیقل محبت حق زنگار دنیا را از آئینہ دل پاک کند و یاد حق موانست گیرد و مستی غیر از میان بر خیزد و آنگاہ خدائے تعالیٰ یگانہ شود۔ اگر چنین نکند عا شا کہ خدا تو اندر سید۔
- فرموده اند علامت شناخت حق تعالیٰ کہ سختن است از خلق خاموش شدن در معرفت۔

- فرموده اند عارف بہ معرفت نرسد تا از عارف یاد نیارد۔
- فرموده اند عارف کسی بود کہ ہر چه دون او بود از دل بردارد تا یگانہ گردد چنانکہ دوست یگانہ است۔
- فرموده اند اہل محبت طائفہ اند کہ در میان ایشان و حق تعالیٰ بیچ حجاب نباشد۔
- فرموده اند عارف آنست کہ خاموش باشد و اندوہگس بود۔

○ فرمودہ اند کہ ہر کہ نعمت یافت از سخاوت یافت۔

○ فرمودہ اند کہ چہار چیز گو بہر نفس مرد است اول درویشی کہ تو نگوی
نماید و دویم گرسنه کہ سیری نماید۔ سیوم اند و ہکینے کہ شادی نماید، چہارم
آنکہ یاد دشمن دوستی نماید۔

فرمودہ اند کہ سپیر من خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ می فرمودند کہ مومن کسے است کہ سہ چیز را دوست دارد
اول درویشی، دویم بیماری سیوم مرگ و ہر کس این سہ چیز را دوست
دارد، خدائے تعالیٰ و فرشتگان اورا دوست دارند و مکافات، آن
بہشت باشد۔

○ فرمودہ اند درویش آنست کہ ہر بندہ کہ بروی حاجت آید محروم
باز نہ گردد۔

○ فرمودہ اند عارف در راہ محبت کسے است کہ دل خود را از
کوئین بردارد۔

○ فرمودہ اند متوکل بحقیقت کسے است کہ رنج و محنت از خلق
برگیرد نہ از کسے شکایت کند و نہ با کسے حکایت۔

○ فرمودہ اند کہ عارف ترین خلق بحق آل بود کہ مستحیر تر باشد۔

○ فرمودہ اند علامت عارف دوست داشتن مرگ است و
ترک راحت و انس گرفتن بندگی۔

○ فرمودہ اند کہ عارف کسے است کہ چوں بامداد بر خیزد از شب

یادش نیاید۔

○ فرمودہ اند فاضل ترین اوقات آنست کہ در سو اس بر خاطر لیستہ
باشد ○ فرمودہ اند علم بحر لیست محیط و معرفت دریائے ناپیدا
کنار ○ فرمودہ اند عارفان مانند آفتاب اند کہ بر جملگی می تابند و
از نور ایشان ہمہ عالم روشن است۔

○ فرمودہ اند مردم بمنزل گاہ قرب نزدیک نشوند مگر بفرمان برداری
در نماز زیرا کہ معراج مومن ہمیں نماز است و فرمودہ اند مدتی گرد خانه
کعبہ طواف میکردم چون بحق رسیدم کعبہ گرد من طواف می کرد۔

○ فرمودہ اند چون آنحضرت آدم علیہ السلام زلت واقع شد
ہمہ اشیا بر آدم بگریستند، مگر زروسیم۔ حق تعالیٰ بایشان گفت شما چرا
بر آدم نہ گریستند؟ گفتند الہی ہر کسے کہ از نوعی شوی برو نہ گرییم۔
خدائے تعالیٰ گفت بعزت و جلال خود کہ قیمت شمارا در ہر چہ از شمار بود
بر دست فرزندان آدم آشکارا کنم و ایشان را خادمان شمارا کردیم۔

○ فرمودہ اند در یہا میں نوشتہ دیدہ ام کہ وقتے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم بر جماعتے بگذشتند کہ انہا خندہ میکردند، آن سرور بر ایشان
سلام کردند ہمہ بر جا خاستہ جواب گفتند و روسے ادب بر زمین نہاوند و
حضرت سید بشر فرمودند اے گروہ شمارا گوئے گذشتہ ایذ گفتند نہ۔
آنحضرت فرمودند پس شمارا چہ برس داشتہ کہ می خندید؟ بعد ازاں انہارا
ہمچ کس ہرگز در خندہ ندید۔

○ فرمودہ اند عارف کسے را گویند کہ اگر ہر روز صد ہزار از اسرار تجلی برے
 نازل گردد شتمہ بیرون نہد و عارف آنست کہ جمیع علوم بدان صد ہزار
 معانی بیرون دہد و ہمہ در بحر معانی شناوری کند تا درے از اسرار و انوار
 الہی بیرون آرد و پیش جوہری مہر عرض کند تا معلوم شود کہ عارف است۔
 ○ فرمودہ اند کہ تویہ اہل محبت سے نوع است اول ندامت دویم ترک
 مجادلت سیوم پاک گشتن از مظالمت۔

○ فرمودہ اند کہ دوستان حق سبحانہ بہ سے صفت قائم اند اول قوت
 صائم، دویم نماز در اتم سوم ذکر قائم۔

○ فرمودہ اند عارف در محبت کسے است کہ از هیچ چیزش عجب
 نیاید کہ تسلیم و دعویٰ در یک جا جمع نشود۔

○ فرمودہ اند کہ چون ما از پوست بیرون آمدیم و نگاہ کردیم عشق و
 عاشق و معشوق یکے دیدیم۔

○ فرمودہ اند کہ چون در ولایت را جلالیت طاعت پیدا شود۔
 حلاوت حجاب او گردد۔

○ فرمودہ اند کہ در حقہ عارف آنست کہ از عجب طاعت و علاوت
 آل تویہ نماید۔

○ فرمودہ اند بعد از محنت بسیار چون بحضرت وے رسیدیم ہیچ زحمت
 نبود، تمام راحت یافتیم نظر کردیم بر اہل دنیا۔ البتہاں را بدنیامشغول
 دیدیم و نظر کردیم بر اہل عقبتی البتہاں را در بند عقبتی یافتیم و محروپ مطلق۔

○ فرمودہ اند صادق در محبت کسے است کہ چوں ہلاکتے بدو رسد
بطوع و رغبت قبول کند۔

○ فرمودہ اند در آثار اولیا نوشتہ دیدہ ام کہ وقتے رابعہ بصری
شیخ حسن بصری و مالک دنیا و شیخ شقیق بلخی یکجا نشستہ بودند سخن
در صدق مولی میرفت و پھر کس سخن می گفت، چوں سخن بہ رابعہ رسید
گفت صادق در دوستی مولی کسے است کہ چوں او را لمحے و دردے
رسد در مشاہدہ دوست آثار فراموش کند و فرمودہ اند وقتے بایزید گئے کہ صہاب
حال و مقامات بود در سرے قبرے نشستہ بودم و صاحب آں گور را عذاب
میکردند آں بزرگ چوں این حالت را مشاہدہ نمود نعرہ بزد و جان بداد و
ساعتے نگذشت کہ گداخت و آب گردید ناپدید گشت و فرمودہ اند
اے عزیزاں اگر حال خفتگان زیر خاک را کہ گرفتار ما و مورند و محمودین
زندان گورند ذرہ بدانند کہ برایشان چه معاملہ می رود از ہیبت چوں
نمک بگذازند۔ پرسیدند کہ بقا چیست، فرمودند بقا عین حق است و
پس پرسیدند کہ بقا چیست، فرمودند کہ بقا عین حق است و پس پرسیدند
بجز چیست۔ فرمودند از غیر برین و با دوست پیوستن۔

تقل است از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ کہ
می گفتند من بیست سال ملازم صحبت آنحضرت بودم، ہرگز نہ دیدم کہ
بر کسے غضب شدہ باشند مگر یک روز در مجلسی میگویم کہ حضرت پیوستہ
دستگیر آمدیدے بوو شیخ علی نام، شخصی اورا گرفتہ می گفتند کہ پیش

تو دارم تا ندی ترا خلاص نکنم چون آنحضرت بسر وقت اور رسیدند منع
 کردند نشیند، در غضب شده روانے کہ برکتف مبارک خود داشتند
 بر زمین نچوندند، فی الحال آن زمین پر از زرد وینار گشتت۔ فرمودند برگیر،
 آنچه حق تو باشد، آن شخص خواست زیاد تر از آن بگیرد، دستش خشک شد
 عاجزی کرد و فریاد برآورد کہ تو بہ کردیم۔ آنحضرت دعا کردند، دستش سلامت
 اصلی باز آمد، نقل است کہ روزے شخصے بظاہر بجهت ارادت بخدمت
 حضرت پیر دستگیر آمد و بباطن قصد ہلاک ایشان نموده کار دے در بغل داشت۔
 آنحضرت ہر مرتبہ کہ بجانب او می دید تبسم می کردند، بعد از آن فرمودند لے
 درویش شخصے کہ نزد درویشان می آید از راه صفاست یا از راه خطا۔
 آمدن شما از چه راه است، یکے را اختیار کنید۔ چون آنحضرت این سخن بگفتند
 آن شخص برخاست و ارادہ فاسد خود را اقرار کرد و کار دے از بغل برآورده
 بیرون انداخت و ارادت خالص آورده مرید شد و عاقبت محمود گشته
 چہل و پنج حج گزارد و نقل است کہ وقتے حضرت پیر دستگیر بیاد حضرت
 حق مستغرق بودند و عالم علوی بر ایشان منکشف گشته بود، دریں اثنا
 مریدے بیامد و از وائی ملک شکوہ کرد و گفت مرا از شہر بدر می کنند۔
 آنحضرت پرسیدند وائی کجاست، گفت سوار شدہ بمیدان رفتند۔
 فرمودند برو کہ از اسپ خطا شدہ و مردہ است، آن شخص بیرون آمد نشنید کہ
 وائی ملک در میدان از اسپ بیفتاد و جاں بداد، نقل است از حضرت
 خواجہ قطب الدین بختیار اوستی قدس اللہ سرہ کہ می گفتند من در مدت

بیسست سال در خدمت پیر خود جہانر پورم ہرگز نشنیدم کہ حضرت ایشان
صحت ذات خود خواستہ باشند و اکثر بزرگان الہام بیان می راندند
کہ الہی ہر جا در دے و مخلصے باشد بمعین الدین نامزدکن، و من
گستاخی نمودہ عرض کردم کہ یا حضرت این چہ دعاست کہ بخود
می خواہید فرمودند کہ چون مسلمانے را بدر دو بلائے صعب و در بیماری
مبتلا میگردد و اند دلیل صحت ایمان اوست و از گناہاں چنان پاک می
گردد کہ گوی از مادر زادہ است۔

نقل است از حضرت شیخ فرید الدین مسعود قدس اللہ سرہ کہ می گفتند
کہ بزمین حضرت خواجہ قطب الدین می فرمودند، در چندین مدت کہ در خدمت
پیر خود بودم ہیچ وقتے ندیدم کہ ذرہ از اسرار الہی بزمندان مبارک ایشان
رفتہ باشد یا از انوارے کہ بر آنحضرت نازل می شد بیرون دادہ باشند
نقل است از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہ کہ می گفتند
روزے با شیخ اوجہ الدین کربانی و شیخ شہاب الدین سہروردی نشسته بود
دریں وقت سلطان شمس الدین تیر و کمانے در دست داشت و از آنجا
می گزشت نظر مبارک آنحضرت بر و افتاد و فرمودند کہ این کودک
بادشاہ دہلی شود و حق تعالی او را از جہاں نبرد تا ببادشاہی نرساند۔
آخر ہمچنان شد کہ آنحضرت فرمودہ بودند و بادشاہ دہلی گشت۔
نقل است کہ روزے آنحضرت با جمیع اصحاب خود در جائے نشسته
بودند و سخن سلوک در میان بود و ہر بار کہ بطرف راست خود نگاه می کردند

بہی خاستند و تمامی خلق دین امر حیران بودند کہ ایستادن بجهت کیست
چوں از آنجا برگشتند یکے از مریدان عرض کرد کہ قیام حضرت از برائے
چہ و از بہر کہ بود، فرمودند کہ آن طرف قبر عثمان ہارونی پیر ما بود، ہر مرتبہ کہ
نظر بآں طرف می کردم مرقہ ایشان را مشاہدہ می کردم بے اختیار تواضع
می نمودم، نقل است کہ آنحضرت ہر شب از اجمیر بطواف خانہ کعبہ
می رفتند و خلقی کہ بجهت ادائے حج در مکہ معظمہ جمع بودند آنحضرت
را در طواف می دیدند و مردم خانہ را گمان این بود کہ ایشان در عبادت
خانہ اند، آخر معلوم شد کہ آنحضرت یکے مگر نہ می روند و نماز فجر را
آمدہ در جماعت خانہ ادائیگی کنند۔ نقل است کہ حضرت پیر
دستگیر ہفتاد سال شب خواب نکرده بودند و پہلوئے مبارک ایشان
بر زمین نرسیدہ بود و وضوئے آنحضرت جز در قضاے حاجت باطل
نمی شد و ہمیشہ چشم بستہ در مراقبہ می بودند و ہر گاہ چشم مبارک وامی کردند
نظر فیض اثر خاص آنحضرت بر ہر فاسقے کہ می افتاد ناسب می شد و دیگر
پیر امون معصیت نمی گردید۔

نقل است کہ حضرت پیر دستگیر من می فرمودند کہ ہر کس مرید
معین الدین و مرید فرزندان معین الدین شود، معین الدین پائے ذرہ بہشت
نہد تا آنہا را بہ بہشت نبرد۔ جمعے پر رسیدند کہ سراد از فرزندان چہ کسانند
فرمودند مراد خلفا اند، تا قیام قیامت شجرہ ارادت ہر کس معین الدین
رسد اورا امید نجات است۔ حضرت پیر دستگیر فرمودند روزے در

کعبہ معظمہ مشغول بودم، ہاتھ آواز داد کہ اے معین الدین، ااز تو خوشنود
شدیم و ترا آمرزیدیم، از شنیدن این بشارت و قتم خوش شد، گفتم الہی
بیچارہ معین الدین را اگر چه آمرزیدی، اما خواستے دارد اگر قبول شود باز
ہاتھ آواز داد اے معین الدین تو دوست مانی، بخواہ ہر چه میخواہی گفتم
الہی آنا تیکہ مریدان معین الدین اند و مرید مریدان معین الدین شنند ایشان
را نیز بیامرز، باز از ہاتھ شنیدم کہ می گوید کہ ہر کہ مرید مریدان تو باشد
آہنہا را نیز آمرزیدم، نقل است کہ آنحضرت ہمیشہ صاحب سماع و
از عشق الہی مست بودند چنانچہ ہر کس در صحبت فیض بخش ایشان
بودے اہل سماع گشتے۔ گویند سرود ہندی نیز گاہے می شنیدند اما سماع
نمی کردند و دریں اختلاف است و اللہ اعلم۔

نقل است کہ آنحضرت حفظ کلام اللہ مجید و اشقند و ہر روز دو
ختم می کردند و در ہر ختمے ہاتھ آواز می داد کہ ختم ترا قبول کردیم۔
نقل است کہ وقتے خواجہ عثمان ہارونی حضرت پیر دستگیر را بجائے خود
بنشانند، بطریق و عنط فرمودند کہ خرقہ در ویشاں پوشید می یابید کہ
کار در ویشاں کنی و کار در ویشاں فقر و فاقہ و محنت کشیدن است و
رج دیدن اندہ و شادی نزد ایشان برابر است راحت جرات باایشاں
مساوی۔ دروش محبت با فقیران غریبان کند و با مسکینان در ویشاں نشیند
از اہل دنیا محترز بود پس این درویش چنین کرد و محبت حضرت ذوالجلال
را محبت۔

مقرب بر کمال گردید، چون نصیحت تمام کردند، دست مبارک آنحضرت
را گرفتہ گفتند الہی معین الدین را قبول کن و مقرب خویش گرداں۔ ہاتھ
آواز داد کہ نام اور در زمرہ مجویان خود ثبت کردہ ایم و اورا سر قوم مشائخ
گردانیدہ ایم۔ گویند ہر کس از صدق دل سہ روز در صحبت پر دستگیر
می ماند ولی اللہ صاحب کشف و کرامات می گردید۔ نقل است کہ در
یغداد ہفت تن نرسایان صاحب ریاضت بودند و در شش ماہ بہ لقمہ
طعام افطاری گردند و خلق بسیارے معتقد ایشان بودند و از آیندہ حکایت
کردند۔ روزے نزد آنحضرت آمدند بجزو آنکہ نظر مبارک آنحضرت
بر آنہا افتاد ہمیدت خوردہ در پائے مبارک حضرت ایشان افتادند۔
حضرت پر دستگیر فرمودند اسے بے دیناں خداے تعالیٰ را می بینید و غیر
اورا کہ آتش باشد پرستش می کنید۔ گفتند ما از آتش می ترسیم، چیرا کہ
فردا کار ما با آتش خواهد بود، حرمت مانگہدار دو مار انسوزہ، آن حضرت
فرمودند اگر خداے تعالیٰ را پرستید ہم حرمت شمارانگہدار دو ہم از آتش
دوزخ نجات بخشد۔ نرسایان گفتند کہ شما کہ خدا ترا می پرستید اگر آتش
شمار انسوزہ ایمان می آریم۔ آنحضرت فرمودند آتش کفش مرا نتواند سوخت
چہ حد دارد کہ مرا نتواند سوخت۔ گفتند اگر مشاہدہ کنیم، ایمان آریم حضرت
پر دستگیر نعلین خود را در آتش انداختند و فرمودند اسے آتش کفش معین
را نیکو نگاہداری ما بجزو انداختن آتش سرد گشت و آواز برآمد کہ آتش
را چہ یار اگر کفش دوست ما را از سوخت، چوں نرسایان این معنی را

مشاہدہ کردند فی الحال ایمان آوردند و هرید آنحضرت گشتند و از جمله اولیاء شدند۔

نقل است کہ وقتے حضرت پیر دستگیر مسافر بودند و کفرستانے رسیدند۔ کفار را خبر شد کہ چندے کہ از مسلمانان آمدہ اند جمعے تیغ بہادر دست گرفته بقصد آنحضرت دویدند، چوں نزدیک سیدند نظر آن کافران بر روی مبارک آنحضرت افتاد، بیکبارگی فریاد آوردند کہ اسے بزرگ ما خدمتگار شہا ایم بر بالطف و شفقت کنید کہ ہمہ مسلمان ہی شویم۔

حضرت پیر دستگیر کلمہ طیبہ و شہادت بر ایشان عرض کردند، ہمگی کلمہ گفتہ ایمان آوردند و این آں کفرستان از زمین قدم آنحضرت ہمہ مسلمان شدند۔ گویند در عصر آنحضرت جمع کثیرے از کفار مسلمان شدند و گویند حضرت پیر دستگیر وقتیکہ متوجہ اجمیر بودند از لاہور بہ ہلی رسیدند و چند گاہ در آنجا اقامت نمودند چوں از وہام و هجوم خلق بر ایشان بسیار شد، بجانب اجمیر متوجہ گشتند و در آن مقام نجمتہ فرجام اگرچہ فی الجملہ رونق اسلام بود۔ اما کفار مجاہد غلبہ داشتند، سلطان قطب الدین خدمت داروغگی آں خطہ را بہ سید حسین کہ در عروت ایشان را، خنک سوار سیکو بنید فرمودہ بود۔ سید سید کو عظیمہ قدوم سعادت لزوم حضرت پیر دستگیر را دولت عظمی دانستہ ہمیشہ در صحبت فیض بخش آنحضرت بسری برد و از برکت مقدم شریف آنحضرت بیشترے از کفاننا مدار آن دیار را بہ تشریف ایمان و اسلام مشرف گودانید و ہر کس ایمان نمی آورد، بطریق جزئیہ نذر و نیاز خدمت حضرت

پیردستگیری فرستاد، چنانچه تا این زمان و این وقت رسم فرستادن نذر و نیاز
 اولاد آنها به روضه متبرکه آنحضرت بر حال است و هر سال به زیارت
 روضه منوره آنحضرت می آیند و سر نیاز بر آن آستان قدسی نشان می نهند -
 گویند در عهد سلطان شمس الدین التمش دو بار دیگر نیز آنحضرت بدلی
 تشریف آورده اند مولانا مسعود از مولانا احمد خادم آنحضرت نقل کرده
 اند که آنحضرت مرتبه اول که از اجمیر به دلی تشریف آوردند و باز به اجمیر
 آمدند متاهل شدند و این مقدمه چنین بود که سید و جیهه الدین محمد مشهدی
 در خطه اجمیر داروغه بود، دختره داشت در نهایت جمال و در عصمت و
 عفت بر کمال نام مبارکش بی بی عصمت بود و بحد بلوغ رسیده پدرش
 می خواست که بجماله عقد بزرگ زاده در آرد اما هیچ کس را در خور حال و
 کمال او نمی یافت و همیشه درین فکری بود، شبی حضرت امام جعفر صادق را
 رضی الله عنه بخواب دید که می فرماید فرزندانم و جیهه الدین اشارت حضرت
 رسالت پناه صلی الله علیه و سلم برین است که این عاقره خود را به شیخ
 معین الدین حسن الحسینی بسپاری و بعقد شرعی به او دهی، سید مذکور از
 پیوستگان آنحضرت بود، این واقعه بخدمت حضرت پیردستگیر طاهر
 ساخت، فرمودند که اگر چه عمر من با آخر رسیده اما چون اشارت حضرت
 پیغمبر صلی الله علیه و سلم چنین است قبول نمودم و آنحضرت بعد از تاہل
 هفت سال در حیات بودند بعد بجوار رحمت الہی انتقال فرمودند و عمر مبارک
 حضرت به نود و هفت سال رسیده بود و رحلت آنحضرت روز دوشنبه

ششم ماه رجب سال ششصد و سی و سه هجری بود، این مقدمه اند
 کتاب سیر العارفین نوشته شده، و بتاریخ ششم ماه رجب در خطه اجمیر
 عرس آنحضرت بسیار خوب و عالی می شود و از اطراف و اکناف هندوستان
 مردم بسیار می آیند و کثرت عظیمی در روضه منوره حضرت پیر و ستگیر فرام
 می آید و نذر و نیاز بسیاری بر بند و این حقیرترین مریدان نیز بتاریخ مذکور
 عرس می کنند و در رساله دیگر چنین دیده شد که بعد از تاہل ہفتہ سال در
 قید حیات بودند و سن مبارک آنحضرت بہ یک صد و ہفت سال رسیدہ
 بود و در ملفوظات آنحضرت مسطور است کہ بعد از رحلت در پیشانی
 نورانی حضرت پیر و ستگیر نوشته پیدا آمدہ بود کہ **حَدِيثُ اللَّهِ مَاتَ**
فِي حُبِّ اللَّهِ و شیخ عبدالحق دہلوی نیز در کتاب اخبار الاخیار نوشته کہ
 این عبارت در پیشانی مبارک آنحضرت قدس الشمرہ ظاہر شدہ بود
 و بقولے در ماہ ذی الحجہ سال مذکور قضیہ رحلت آنحضرت روی دادہ۔
 اول اصح است و بخطہ شریفہ اجمیر در محل اقامت خویش مدفون گشتہ اند
 اول قبر شریف حضرت پیر و ستگیر از خشت بود، بعد از آن صندوقی از
 سنگ بالائے آن ساختند و قبر اول را ہم بحال گذاشتند۔ باین بہت
 قبر شریف بلند است و اول کسی کہ در روضہ منورہ آنحضرت عمارت کرد
 خواجہ حسن ناگوری بود، بعد از آن دروازہ و خانقاہ را بعضی از ملوک
 ماند و ساختہ اند۔ نقل است چون حضرت پیر و ستگیر از عالم و نالی
 بملک جاودانی رحلت فرمودند، جمعہ از اکابر دین حضرت رسالت پناہ

راصلی اللہ علیہ وسلم در واقعہ دیدند کہ میفرمایند دوست خدا معین الدین
سجری می آید با استقبال او آمدہ ایم۔ گویند بزرگے بعد از رحلت آنحضرت
را خواب دید، پرسید کہ حال موت و قبر و سوال فرشتگان چگونه بود، فرمودند
ہمہ بفضل خدا تے رحیم آسان شد اما چون مرا از عرش بردند آواز آمد کہ
چرا چندین ترسیدی، گفتم الہی از قہاری و جباری تو می ترسیدم۔ فرمان آمد کہ
معین الدین کسی کہ در وہم ذی الحجہ سورۃ الفجر خواندہ اور باترس چہ کار
برو کہ ترا آمرزیدم و اندو اصلان خود گردانیدم۔

گویند وجہ تسمیہ اجمیر آنست کہ اجا نام راجہ بود کہ تا عدو و عزیزین
در تصرف داشت و آجا بزبان سپاستر ہندو ان آفتاب را نیز گویند و
میر بزبان ہندی کہہ رامی گویند و اول دیوارے کہ بر سر کوہ در ہندوستان
بنیاد نہادہ اند، ہمیں دیوار ہائے بالائے کوہ اجمیر است و اول حوضے
کہ در ولایت ہندوستان کندہ اند کیشکرا است کہ از اجمیر چہا کہرہ راہ
خواہد بود منقول است از رسالہ انیس العارفین کہ حضرت پیر دستگیر
احوال پیر و مریدشدن خود را نوشتہ اند و در مسجد بغداد کہ مشہور است
بمسجی رخواجہ جنید قدس اللہ سرہ دولت پائے بوس حاصل کردہ اند۔
حضرت پیر دستگیر فرمودند کہ مشائخ کیار حاضر بودند کہ این درویش و
بزمین نہاد و بایستاد، پیرین فرمودند دو رکعت نماز بگذار، بگذار دم
فرمودند مستقیل قبلہ بنشین، بنشستم، فرمودند سورۃ البقر بخوان خواندم
فرمودند شصت بار کلمہ سبحان اللہ بگو، گفتم، انگاہ خود بایستادند

وروے سوتے آسمان کردند و دست مرا گرفتند و گفتند بیا که بخدائے رسانیدم
 ہمیں کلمہ کہ فرمودند کلاه چار تیر کی مبارک بر سر نہادند و کلمہ خاص عطا
 کردند، انگاہ فرمودند بنشین، شستم، فرمودند، ہزار بار سورہ اخلاص
 بخوان، خواندم، فرمودند کہ در طبقات مشائخ ما ہمیں یکشمار روز
 مجاہدہ است، برویکر روز و یک شب مجاہدہ کن، بحکم حضرت ایشیا
 یکشمار روز لطاعت گزارا بندم چون روز شد خدمت ایشیا رفتم
 و روئے نہادم، فرمودند بنشین، بنشستم، فرمودند نظر ببالا کن، چون
 سوتے آسمان نظر کردم فرمودند تا کجای بینی، گفتم تا عرش عظیم، فرمودند
 در زمین نیکنگہ ہمیں کہ در زمین دیدم فرمودند تا کجای بینی، گفتم تا تحت
 الثری، باز فرمودند کہ سورہ اخلاص بخوان چوں ہزار بار خواندم فرمودند
 باز سوتے آسمان ہمیں، چوں دیدم فرمودند تا کجای بینی، گفتم تا حجاب
 عظمت، فرمودند چشم پیش کن، چہیں کردم فرمودند باز کن، چوں چشم باز
 کردم در انگشت خود بین نمودند و فرمودند کہ چہی بینی، گفتم ہزار
 عالم را تماشا می کنم، ہمیں کہ این سخن گفتم، فرمودند کار تو تمام شد، بعد ازاں
 خشتے در پیش بود، فرمودند کہ این خشت را بردار، چوں برداشتم مشتے
 دنیا را از تیر آں بیرون آمد، فرمودند برو برو و لیثاں صدقہ کن، چنان
 کردم و باز آمدم فرمودند چند روز در صحبت ما خواہی بود گفتم فرمان خواہ
 راست، انگاہ حضرت خواجہ عثمان قدس اللہ سرہ بجانب شفق مسافر
 شدند و من در خدمت بودم، بشہرے رسیدیم و جماعتے را دریا فلتیم

کہ از خود خبرند اشتند چند روز در آنجا گذر ایندیم چنین استماع افتاد که این
 جماعه همیشه در تخریب اند و هرگز به شیاری نمی شوند، از آنجا متوجه زیارت حریمین
 شریفین شدند، چون بخانه کعبه معظمه رسیدند در زیر ناودان که محل
 اجابت دعاست، دست مرا گرفته در حق من دعا کردند، آواز آمد که
 یا معین الدین محمد سنجری را قبول کردیم، چون از مکه معظمه بمدینه مشرفه رسیدند
 در روضه منوره حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم این درویش را فرمودند
 سلام کن، سلام کردم از روضه سید عالم علیه الصلوٰۃ والسلام آواز آمد که
 وعلیک السلام یا قطب المشائخ، برو که بحمال رسیدی و از مدینه منوره
 در خدمت پیر خود بطرف بخارا آمدی و با اکابر هر جا صحبت میداشتم، الفرض
 مدت ده سال در خدمت پیر خود حضرت خواجه عثمان هارونی مسافرت
 کردم و باز حضرت خواجه عثمان قدس الله سره معاودت نموده به بغداد
 آمدند و ایشان معتکف گشتند و بعد از چند گاه باز مسافرت نمودند و سه سال
 دیگر در سفر بودند و این درویش جامه خواب و ابروی حضرت ایشان را
 بر میداشتم، چو بسست سال تمام شد، حضرت خواجه به بغداد آمده
 اقامت نمودند و این درویش را فرمودند، دیگر من از اینجا بیرون نخواهم آمد
 ترا باید که هر چاشنگاه حاضر شوی تا ترا تعلیم فقه و دیگر فوائد نمایم، پس درویش
 همچنان میگردید و هر روز بخیر میشت ایشان می رفت و آنچه از زبان مبارک
 ایشان می شنید بقلم می در آورده، القصة آن حضرت بسست و هشت
 روز در خدمت پیر خود حاضر شده و بسست و هشت مجلس را نوشته

رسالہ ساختہ اند و دریں مجلس ہا ہمہ وعظ و نصیحت است کہ حضرت سالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم چنین فرمودہ اند و حضرات چہار یار بزرگوار رضی اللہ
عنہم ہر کدام چنین و چنان فرمودہ اند و در مجلس اول ازاں مجالس سخن
از ایمان کردہ و مجلس آخریں در توبہ نصوح فرمودہ اند و بعد ازاں حضرت
خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ روحہ فرمودند، اے معین الدین این ہمہ سخن
برائے کمال حال بود۔ ہر چہ گفتم باید کہ ہمہ را بعمل آوری تا فردائے قیامت
تو مندی حاصل نشود، چوں نصلح و مواعظ تمام شد، خرقہ و مصلا و
عصائے خود را بحضرت پیر دستگیر عنایت کردہ فرمودند کہ یادگار خواجہ گان
ماست بستان و باخوردار و بعد از خود ہر کرا مردیابی باو بدہ۔ گویند حضرت
خواجہ ماقدس اللہ سرہ از او تاد بودہ اند و حضرت پیر دستگیر اکثر دوکانہ از بہر
یگانہ میگذارند و اکثر صلوات بر سید انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میفرستادہ اند
در وقت تناول طعام بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ می گفتند این
بیت و این مصراع را بزرگان گہ بار اکثری آوردند۔ بیت

خوب رویاں چو پردہ برگسیرند

عاشقاں پیش شاں چنان میزند

”صحبت بیکال بہ از طاعت بود“ بعضی گفتہ اند کہ آنحضرت
در اصل متاہل نشدہ اند و بعضی گفتہ اند متاہل شدہ اند اما فرزند نشدہ
و این ہر دو قول ضعیف است، قول صحیح آنست کہ آنحضرت متاہل
شدہ اند و فرزندان حاصل گشتہ اند چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی در کتاب

”اخبار الاخیار“ خود نوشتہ اند کہ آنحضرت دو کدخدائے داشتند یکے بی بی عصمت کہ ذکر ایشان سابق مرقوم گشته، دوم آنکہ حضرت پیر دستگیر شبے در واقعہ دیدند کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میفرمایند۔

۲۔ اے معین الدین محمد تو معین دین ہائی، سنتے از سنتہائے ماترک کردہ اتفاقاً ہماں شب عالم قلم بتلی ملک خطاب نام پیر کافر آن آند و دناختہ بود و دختر راجہ آن دیار اسیر او گشت و ملک خطاب مرید حضرت پیر دستگیر بود، آن دختر آتہ آورده بود و خدمت حضرت ایشان گذرایند و آنحضرت قبول کردند و نام اورا امۃ اللہ نہادند و از ہر یکے ازیں دو خاتون اولاد شد، حضرت بی بی حافظہ جمال در تہ پائے پدر بزرگوار خود است و جنت شریعت ایشان شیخ رضی بودہ اند و قبر شیخ در یکے از قببات ناگور است بکنار حوضے کہ آن را مندر لامیگویند و از بی بی دو پسر شدہ بود کہ در حال طفولیت ازین عالم فانی رحلت کردند بعضے از مردم عوام میگویند کہ بی بی دختر حقیقی حضرت پیر دستگیر نبودند، دختر خواندہ آنحضرت اند لیکن سخن عوام را اعتبار سے نیست چرکہ این مقدمات در کتب مندرج است و منقول است کہ حضرت پیر دستگیر را ۳ پسر بودہ است، شیخ ابوسعید و شیخ فخر الدین و شیخ حسام الدین اختلاف است دریں کہ ہر سہ از بی بی عصمت اند یا از بی بی امۃ اللہ، سید محمد گلپوش دراز کہ مرید حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہ اند با یک جماعہ در ایشان ہیں اند کہ ہر سہ از بی بی عصمت شاہ اند و دو فرزند دیگر از بی بی امۃ اللہ

اند و الله اعلم بالصواب. شیخ فخرالدین قدس الله سره بسیار بزرگ
 صاحب حال و مقامات عالیہ بوده و بکسب ذراعت اشتغال داشتند و
 موضع ناندن که در حوالی آجمیر است احیا ساخته اند و آنچه در ملفوظات
 مشائخ چشتیہ مسطور است کہ فرزندان آنحضرت را از یہی احیائے
 بوده و حاکم مزاحمتی رسانید و بدین جهت بدین تشریف آوردند ہمیں
 شیخ فخرالدین بوده اند و ایشان بعد از پدر بزرگوار خود بیست سال در قید
 حیات بوده اند و در قصہ سمروار کہ از خطبہ آجمیر شائزہ کردہ است بر حمت
 حق پیوستہ اند و مدفن شریف ایشان نزدیک حوض قصہ مذکور است
 شیخ حسام الدین پسر خورد حضرت پیر و شکیر بودند چہیں کہ بیند ایشان غایب
 شدہ۔ بصحبت ابوالحسن پیوستہ اند و در اخبار الاخیار شیخ عبدالحق دہلوی
 نوشتہ اند کہ اولاد و احفاد آنحضرت متیقن است و آنچه بعضی مردم عوام
 گویند کہ حضرت خواجہ بزرگوار تصور ہووہ اند و فرزندان ہدا شدند غلط
 فاحش است۔ ذکر اولاد آنحضرت در ملفوظات مشائخ چشتیہ واقع
 است۔ شیخ فریدنبیرہ شیخ حمید الدین ناگوری از پدر خود نقل کردہ کہ چہ
 حضرت خواجہ مارا فرزندان حاصل شدند از من پرسیدند کہ حمید چو نیست
 پیش ازین کہ قوی و جوان بودیم ہر چہ از درگاہ حضرت عزت می طلبیدیم
 زود می یافتیم۔ اکنون کہ پیر و ضعیف شدیم حاجت بدعا می شود و کار بہ
 درنگ می کشد۔ بندہ عرض کرد کہ حضرت را روشن است کہ چون حضرت
 مریم را علیہا السلام حضرت عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل شدہ بود

میوه زمستان به تابستان میرسید و بے منت در محراب حاضر می یافت، چون
 عیسیٰ علیه السلام متولد شد نزد حضرت مریم منتظر شدند که رزق همچنان خواهم
 یافت فرمان آمد که برو و شاخه های درخت خرمالو را بسوزان خود بخندیاں تا بر تو
 خرمالو تازه بریزد، در آن حال و درین حال این قدر تفاوت است حضرت
 خواجہ را این جواب از بندہ قبول افتاد و یہ پسندیدند۔ شیخ فخر الدین ولد
 آن حضرت را پسرے بود شیخ حسام الدین سوخته، بسیار بزرگ بود
 اند، با حضرت شیخ نظام الدین بدایونی قدس سرہ صحبت داشته بودند
 قریب شیخ حسام الدین سوخته در قصبہ ساجھ طرف مغرب بر سر راه خطہ
 اجمیر واقع است۔

خواجہ معین الدین خورد، پسر بزرگ شیخ حسام الدین سوخته اند و
 ایشان را خورد نسبت حضرت خواجہ بزرگ می گویند و ہمیں منقبت و
 افتخار بالیشان بس است، خواجہ خورد در ویشے کامل بوزہ اند و پیش از
 آنکہ مرید شوند بکسب ریاضت و مجاہدت کار بجائے رسایندہ بودند
 کہ بے واسطہ از حضرت پیر دستگیر خواجہ بزرگ استفادہ می کردند و آخر
 حکیم آنحضرت مرید حضرت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ شدند
 حرقہ خلافت ایشان پوشیدند و یکے از بنا پیر حضرت پیر دستگیر خواجہ
 بزرگ شیخ بایزید بودند، وقتے کہ سلطان محمود خلجی بادشاہ ماند و بود،
 شیخ بایزید بعد از عمر با از سفر باز آمدند و ادعائے نسبت و سرزندگی
 آنحضرت کردند و سلطان محمود خلجی ایشانرا بتدریس خطہ اجمیر نصب کرد و

ایشان عالم کامل بودند شیخ احمد مجتهد گفته اختلاف مردم که در فرزندان
حضرت خواجه بزرگ قدس اللہ روحہ مشہور است در ہمیں شیخ یا بنزید
است کہ بعد از مدتی از اقامت نمودن باجمیر جماعہ انکار فرزند می ایشان
کردند بیادشاه وقت رسانیدند۔ یادشاه از علماء و مشائخ آن زمان
استفسار کرد شیخ حسین ناگوری و مولانا ستم جمیری کہ از علماء عصر و قدمائے
جمیر بودند با علماء دیگر گواہی دادند کہ شیخ از فرزندان شیخ قیام الدین
بن شیخ حسام الدین بن شیخ فخر الدین بن حضرت خواجه معین الحق و الملاء
والدین اند قدس اللہ ارواحہم و شیخ حسین یقیناً از فرزندان شیخ یا بنزید نسبت
خویشی کرده اند و دختر داده اند ازین ظاہر است کہ نسبت فرزند می
ایشان بر شیخ حسین متحقق شدہ، معلوم ہنگنان کہ پیر و سنگی خواجه معین الحق
والدین محمد قدس اللہ تعالیٰ سرہ از سادات حسینی بودہ اند و بلاشبہ اولاد
امجاد حضرت سید المرسلین اند علی اللہ علیہ وسلم و درین سخن نیست چون
پادشاہ عصر حضرت خلافت پناہ صاحبقران ثانی شاہ جهان بادشاہ
خلد اللہ ملکہ کہ والدین ضعیفہ اند بر حقیقت سیادت حضرت پیر و سنگی
اطلاع نداشتند بنابر ان در تفحص این امر بودند و این فقیر مکرر گفت
کہ ایشان سید بودند یا ورمی کردند تا آنکہ روزے اکبر نامہ مطالعہ می نمودند
شیخ ابوالفضل حقیقت سیادت حضرت پیر و سنگی و شممہ از احوال سعادت
انتہال آنحضرت را در اکبر نامہ ذکر کردہ، بنظر مبارک ایشان در آمد،
از ان روز این معنی کہ روشن تر از آفتاب بود بر پادشاہ ظل اللہ ظاہر گشت۔

و بد آنکه حضرت پیر و سنگیر را چشتی ازین جهت گویند که چشت نام قصه است
از ولایت خراسان چون اولیاء اللہ مثل حضرت خواجہ ابوالاحمد ابدال چشتی
و خواجہ ابوالمحمد چشتی و حضرت خواجہ مودود چشتی و حضرت خواجہ یوسف چشتی
قدس اللہ اسرارہم انہاں قصہ بودند بنا بر ایں سلسلہ را چشتیہ گویند
ہر کس از مریدان ایشان است او را چشتی می نامند و حضرت پیر و سنگیر
حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجر روح اللہ روحہ در ہمیں سلسلہ چشتیہ
مرید شدہ اند و نسبت ارادت ایشان بہ پانزدہ واسطہ بحضرت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم میرسد و مرید خاص و خلیفہ بزرگ حضرت پیر و سنگیر
حضرت خواجہ قطب الدین احمد اختیاراوشی کاکی اند و مرید و خلیفہ خاص
ایشان حضرت شیخ فرید الدین مسعود ابو دھنی و مرید و خلیفہ خاص
ایشان حضرت شیخ نظام الدین محمد بدونی و مرید و خلیفہ خاص ایشان
حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس اللہ اسرارہم۔

صاحب "سیر العارفين" می نویسند کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود
خرقہ خلافت بہیچ کس نداده اند و در وقت وفات بموجب وصیت
ایشان خرقہ و عصا و تسبیح و کاسہ چوبین و نعلین را با ایشان در قبر
گذاشتند۔

باتمام رسید شمعہ از ذکر حضرت پیر و سنگیر
قدس اللہ سرہ پس لازم دانست کہ پارہ از احوال خلفائے کبار را مختصر
را کہ اسامی ایشان، یا لاند کو رشده دریں رسالہ مستدرج سازد
واللہ الموفق بالتمام

ذکر حضرت قطب مشائخ کبار و قدوة اکابر عالی مقدار
 عارف معارف ربانی، سالک مسالک حق بینی و خداوانی
 خواجه قطب الدین بختیار اوشی کالی قدس الشریفة
 نام شریف ایشان بختیار است و لقب قطب الدین ایشان
 مرید و خلیفه حضرت پیروستگ خواجه معین الملک و الحق والحق والحق رحمه الله
 قدس الله روحه اصل ایشان از اوش است و آن قصه ایست از
 ولایت ماورالنهر، بسیار بزرگ و صاحب کرامات و مقامات عالی
 بوده اند. پدر بزرگوار ایشان کمال الدین احمد موسی حضرت خواجه
 را طفل گذاشته از دینار حلت نموده اند و والدۀ ماجدة ایشان که بسیار
 عقیقه صالحه، عابد بودند، تربیت می کردند. چون به پنج سالگی رسیدند
 با مرد صالح که همسایگی ایشان می بود همراه ساخته. بجهت تعلیم قرآن مجید
 نزد معلمی فرستادند و در راه حضرت خضر علیه السلام با آن مرد صالح
 ملاقات نموده گفتند این طفل را بمن همراه کن که معلمی صالح بسیار و
 ایشان را با خود همراه گرفته نزد حضرت شیخ ابو حفص برده گفتند که این
 طفل از خاندان بزرگ است و بزرگ خواهد شد، شیخ ابو حفص با ایشان گفتند

این شخصے کہ ترا آورده بود، حضر بود، علیہ السلام و از برکت صحبت شیخ ابو حفص
 ایشان را فتوحات غیبی و فیوضات لاریبی روئے نمود و علوم ظاہری و
 باطنی حاصل آمد و بمعاملات دینی و حالات یقینی رسیدند و ریاضت و
 مجاہدت بسیار کشیده و کامل و مکمل گشتند۔ ہمدراں ایام حضرت قطب
 الاولیا پیر و سنگیر خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ با آنجا رسیدند و ایشان
 حلقہ ارادت آنحضرت در گوش و دست بیعت دادند و بشریت
 خلافت مشرف شدند و از آتش بجانب بغداد غزیمت نمودند و
 شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ ابو جلال الدین کرمانی و دیگر
 مشائخ آن دیار را راجعاً اللہ تعالیٰ دریافتند، چون شنیدند کہ حضرت
 پیر و سنگیر متوجہ ہندوستان گشتہ اند، ایشان نیز با اتفاق شیخ جلال الدین
 تبریزی قدس اللہ سرہ روانہ ہندوستان شدند و در ملتان یا حضرت
 قدوة ابو اصلین و العارفين شیخ بہار الدین زکریا روح اللہ روح
 ملاقات نمودند و در صحبت ایشان می بودند، ہمدراں ایام لشکرے
 از دشمنان آمدہ قلعہ ملتان را محاصرہ نمود و کار بہ اہل شہر و قلعہ بسیار
 تنگ شد، حاکم شہر التجا بخدمت حضرت خواجہ قطب الملئہ والدین
 آورد و ایشان دعائے تجواندہ بر تیرے و مہید و فرمودند کہ اس تیر را
 وقت شام بجانب لشکر دشمن بیدار زید۔ حاکم چہیں کرد۔ ہماں شب
 دہشتے بردشمنان افتاد و خود بخورد بگریختند و خلق خدا از شہر ایشان
 دا، آنها

نجات یافتند۔

گویند حضرت سلطان العارفین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس اللہ
سمرہ نیز در ملتان بشارت ارادت حضرت قطب الاولیاء مشرف شدند و حضرت
خواجہ از ملتان متوجہ دہلی گشت و سلطان شمس الدین پادشاہ دہلی قدم
سعادت لزوم حضرت ایشاں را عطیہ از عطا یائے الہی دانستہ استقبال
نمودہ با عزت تمام لشہر آورد و حضرت ایشاں در موضع کبیلو کھری نزول
فرمودند و حضرت شیخ محمد عطا کہ بہ حمید الدین ناگوری مشہور اند و دیگر
مشائخ در خدمت و صحبت حضرت خواجہ قطب الاولیاء حاضر می بودند و
سلطان شمس الدین در ہفتہ دو مرتبہ سلازمت ایشاں میرفت آخر
بالحاح تمام التماس کرد کہ حضرت والا کرم نموده در شہر اقامت فرمایند التماس
سلطان را قبول فرمودہ بشہر نزدیک آمدہ در مسجد ملک عز الدین فرود
آمدند و عریضہ باشتیاق تمام بخدمت حضرت پیر دستگیر قطب الایقان
خواجہ بزرگ قدس اللہ سمرہ نوشتند و التماس کردند کہ اگر اشارت شود
بسعادت ملازمت برسد آنحضرت در جواب نوشتند کہ شرب جانی را
بعد مکانی مانع نیست۔ ہما نجا مشغول باشید کہ بتوفیق سبحانی ما با آن طرف
متوجہ خواہیم شد و حضرت پیر دستگیر از خطہ دلپذیر اجمیر عازم گشتہ
بہ دہلی رسیدند و در منزل حضرت خواجہ قطب الملائتہ نزول فرمودند و ولتہ
عظیمہ با ایشاں روئے نمود و تمامی اکابر و اہالی آن شہر بسعادت ملازمت
ایشاں مستعد گردیدند و حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نیز در آن

ایام در خدمت پیر خود حضرت خواجہ قطب الدین بودند و سعادت
 دست یوس آن حضرت را در یافتند و حضرت پیر دستگیر بارہا فرمودہ
 اند کہ بابا اختیار شاہ مبارک عظیم در دام آورده کہ جز سدرۃ المنتہی
 آشیانہ نگیرد و بعد از چند روز حضرت پیر دستگیر عازم اجمیر گشتند و حضرت
 خواجہ ہم در ملازمت روانہ شدند ازین معنی اہل شہر را حالتی سخت
 روئے نمود و تاب حرمان و جدائی از خدمت ایشان نہاشتند کہ یہ زاری
 بسیار می نمودند و سلطان شمس الدین نیز خود را با اضطراب تمام بنزد مت
 آن حضرت رسانید و الحاح و تضرع مالاکلام در لودن حضرت خواجہ
 کرد. حضرت پیر دستگیر ایشان را رخصت مراجعت فرمودند
 حسب الامر حضرت پیر خود برگشتہ در دہلی ماندند و بار شاہ طائبان
 مشغول گشتند ہرگز از کسی فتوح قبول نمی کردند و اکثر با خضر علیہ السلام
 صحبت می داشتند و در اواخر حال متاہل شدند و اللہ تعالیٰ در و پس
 تو اماں عطا فرمود و در رسالہ دیگر نوشتہ دیدہ شد کہ حضرت خواجہ
 قطب الدین در خدمت حضرت پیر دستگیر خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ
 بودند چون چہل روز برہلت آن حضرت ماند، خرقہ خلافت مصلیٰ و
 عصا و نعلین بایشان عنایت نمودہ، رخصت دہلی فرمودند۔ آئندہ
 خیر آورد کہ بعد از روانہ شدن شما آن حضرت بیست روز در حیات
 بودند۔ حضرت خواجہ قطب الملک را کاکلی از ان
 گویند کہ فقر بر ایشان غالب بود حرم محترم حضرت ایشان بعد از یک

فاقد و در وفاقت از زمین بقائے آن قدر که کفایت شود قرض میگردند. روزی
 زن مذکور حروف ناملائم گفت، حرم ایشان بعرض رسانید که او چنین
 گفته، فرمودند بعد ازین از قرض نکند و طاقی که در حجره ماست
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ گفته و دست در آن طاق کرده
 بقدر احتیاج کاک از آنجا بردارید و قوت خود و دیگر بستگان زید
 چنین می گردند و کاک های گرم از قدرت الهی بیرون می آید و قوت
 عیال و فقر می شود و الحال نیز مجاوران روضه منوره ایشان کاک
 می برند و بر زانوان و درویشان قسمت می نمایند. وجه تسمیه کاک طوری که
 نیز گفته شده، اما آنچه معتبر است و در کتابها نوشته اند این است که
 قلمی گردید — نقل است که روزی قوالان این بیت را که

گشتگان خنجر سلیم را!

هزدهاں از عیب جانے و پیکر است

میخوانند و حضرت خواجه را و جدی عظیم در گرفت و تا سه روز قوالان
 ہمیں بیت را تکرار می کردند و ایشان بهوش بودند و در وقت نماز
 بهوش می آمدند و باز ہمیں بیت را بقوالان فرموده بهوش می شدند
 چهار روز این حالت بود، شب چهارم حال دیگرگون گشت و
 سر مبارک ایشان در بغل قاضی حمید الدین ناگوری پائے
 در کتاف شیخ بدر الدین غزنوی بود، قاضی حمید الدین چون حال بدی

سوال دیدار حضرت ایشاں پر سیدند که از خلفا کدام بر سجاده حضرت نشینند،
 فرمودند خرقة و عصا و مصلا و نعلین حضرت پیر و شکی که بمن رسید، بشیخ
 فریدالدین مسعود اجمود هندی برسایند و طائر روح حضرت ایشاں بملا بر اعلی
 پیر و از نمود حضرت شیخ فریدالدین در قصبت هانسی بودند و این قضیه را در
 واقع دیده متوجه گشته روز سیوم از رحلت حضرت خواجه بدلی رسیدند
 روئے خود را بمرقده منور پیر خود سودند و همان روز بموجب وصیت ایشاں
 خرقة خلافت پوشیده بران مصلی نماز ادا کردند و در جائے مبارک پیر
 خود بنشستند و وفات حضرت ایشاں روز دوشنبه چهاردهم ماه
 ربیع الاول سال ششصد و سی و سه هجری بوده و مرقده در دلی کهنه است

ذکر سالک مسالک ترک و تجرید، عارف معارف
 توکل و تفرید، امیر مملکت حقیقت، پیر طایبان طریقت
 پیشوائے عارفان کامل، مقتدائے سالکان واصل، راہبر
 طریق ہدی، صاحب زہد و ورع و تقویٰ سلطان
 التارکین شیخ حمید الدین ناگوری قدس سرہ اللہ تعالیٰ سرہ

لقب ایٹان سلطان التارکین است از خلفائے بزرگ
 حضرت پیر دستگیر اند۔ صاحب کشف و کرامات و حال و مقامات
 عالیہ بودہ اند تجرید و توکل ایٹان بر کمال بودہ و در ریاضت و
 مجاہدت قدمے راسخ و اشته اند از اولاد سعید بن زید اند رضی اللہ
 عنہ کہ از عشرہ مبشرہ بودہ اند حضرت شیخ عمر درانہ یافتہ اند چنانچہ
 تا اوائل ایام حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین قدس سرہ
 در قید حیات بودہ اند نقل است کہ روزے حضرت پیر دستگیر را
 قدس سرہ روحہ وقت خوش بود، فرمودند ہر کس ہر چہ میخواست لطلبید کہ
 البواب اجابت مفتوح است، شخصے دین خواست، دیگرے خواہش

دنیا نمود، بشیخ حمید الدین فرمودند مسخواری که در دین و دنیا معزز و مکرم
 باشی ایشان عرض کردند، بنده را خواستی نمی باشد خواست خواست
 خداوند تعالی است، بعدہ روی مبارک بجانب حضرت خواجہ
 قطب الدین کردہ ہمیں سخن فرمودند، ایشان نیز بھی جواب دادند کہ
 بنده را اختیارے نیست حضرت پیر دستگیر فرمودند التارک الدنیا و
 الفارغ عن العقبی سلطان التارکین ملقب شدتند۔ گویند حضرت
 ایشان را در موضع سوالی کہ از مضافات ناگوار است یکدو طناب زمین
 احیائے بود کہ بدست خود کیش و کار نمودہ محصول آتراقوت خود و
 عیال میگردند۔

گویند حضرت پیر دستگیری فرمودند کہ اولاد معین الدین و حمید الدین
 یکیست آخر الامر، چنان شد کہ آن حضرت فرمودہ بودند در میان اولاد
 امجاد حضرت پیر دستگیر و شیخ حمید الدین نسبتہا و خویشیہا واقع شد۔
 ایشان را تصنیفات بسیار است و سخنان بسیار عالی است، از اجمالہ
 این است کہ گفتہ اند حق تعالی را چون مشہہاں طلب نہ کنی و ترک
 طلب چوں معطلان نیگیری یعنی طلب نہ کنی و طلب فرونگذاری۔
 اللہ تبارک و تعالی در جہتے نیست تا با آن طرف حرکت کنی و در مکان
 نیست تا آن مکان را لازم گیری۔ آئیندہ نیست تا بدعا و زاری
 بخواری۔ و در نیست تا بہ نزدیک او شوی، گم شدہ نیست تا بخوئی۔ زمانی
 نیست تا منتظر زمان باشی، این ہمہ نفی طلب است پس اثبات کلام

است آنکہ نفی خود و نفی اوصاف خود کنی تا از صفات بشریت بگذری و از
 جمله صفات ملکیت کناره گیری و از جمله اشیا مجرود و منفرد آئی طلب آن
 نیست کہ اثبات او کنی، طلب آنست کہ خود را محو سازی، طلب آن
 نیست کہ بد و تازی، طلب آنست کہ خود را در و بانی، طلب آن
 نیست کہ اورا بجوئی طلب آنست کہ ترک خود بجوئی۔ تو آئینہ صاف کن
 چون صاف شدہ عکس ضروری الوجود است، و الیثال فرمودہ اند اول
 مرتبہ سلوک چیست، آنکہ از کونین بر آئی بمقصود چیست، آنکہ تونہائی
 را ہی در پیش نہادہ اند، ہم بار یک و ہم دراز و ترا عمرے دادہ اند ہم
 تا یک و ہم کوتاہ و دریں تاریکی برائے تو ماہتابے از مطلع عنایت طالع
 کردہ اند، بر خیز و لبتاب و این ماہتاب را عنایت دار و این عمر کوتاہ
 را گذر شدہ انگار، و خود را از مردگان بشمار و اگر مردہ، مردنی میداں۔

جانست ہر آئینہ نجوا ہمد رفتن

اند غم عشق اورود اولی تر

اما خواجہ بر سبتہ غفلت خوش خفتہ است و نمی داند کہ دعوی محبت کہ کردہ
 است و ہر کس دعوی محبت کند، چون شب در آید و با محبوب نخبید نام
 او در دفتر گذا یا را، نویسند۔ از الیثال پرسیدند شریعت و طریقت را چگونه
 یکے دانیم، فرمودند چنانچہ تو جان و تن خود را یکے میدانی، طریقت حبان
 شریعت است،

پرسیدند کہ راہ منزل ارباب شریعت و اصحاب طریقت کدام

است، فرمودند راه منزل ارباب شریعت از نفس و مال برآمدن است
 و بیغم مقیم در آمدن و راه منزل اصحاب طریقت از جان و دل برآمدن
 است و بندہ وعدت در آمدن - پرسیدند کہ مالک الملک کجاست
 تا بہ او رو آریم، فرمودند کجاست کہ نیست اینما تو کوافتہ و وجہ
 اللہ - پرسیدند کسے اورادیدہ است کہ بنماید، فرمودند... کہ دیدہ است
 آنکہ یادیدہ است، نہ آنکہ بے دیدہ است۔

پرسیدند آتش دوزخ با درویشاں چه کار دارد، فرمودند کہ آتش دوزخ
 با درویشاں بیچ آمیزش و آویزش ندارد، اما فقر کو، و فقیر کجا، فقر سیاهی است
 کہ الفقر سواد الوجه فی الدارین سیاہ رویے باید فقر در
 سرائے سینہ او فرود آید۔ پرسیدند فقر بہر حال مذموم است۔ فرمودند فقر
 امر عدی است، بعد مخز کردن مذموم است و بوجہ آن مخز کردن محمود
 الذین است کہ حضرت خواجہ عالم و مخز بنی آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی
 آلہ و اصحابہ سلم بوجہ دنیا و آخرت مخزنہ کردند، چون کار بفقر رسید
 فرمود الفقر فخری۔

وفات حضرت سلطان التارکین در بیست و نہم ماہ ربیع الآخر
 سال ششصد و ہفتاد و سہ ہجری بودہ، مرقدایشاں در ناگور است۔

(۱) اینکہ مشہور عوام است کہ مرقدین شیخ حمید الدین ناگوری در دہلی بجوار مزار فائق التواریخ
 خواجہ قطب الدین بختیار کاکی است بیانیہ تحقیق و تصدیق نرسیدہ۔

ذکر حضرت قدوة اولیائی کبار عمدة مشائخ عالی مقدار
سلالة عارفان کمل، سر حلقه واصلان اجل زبدة الکاملین
شیخ فریدال بن مسعود احمدی المعرف بشکر گنج قدس سره.

از کبار اولیائے دهر و بزرگان مشائخ عصر خود بوده مرید و خلیفه حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اند، قدس اللہ روحه - پدر ایشان خواجہ ارادة
سلطان محمود غزنوی و والده ایشان دختر مولانا و جبهه الدین خجندی است
منقول است از حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام بداینی قدس اللہ
سره که شبے زردے بخانه والده ایشان در آمدنا نابینا گشت دانست که
خانه بزرگبیت با خدا عهد کرد که اگر بینا گروم، دیگر زردی نکم و مسلمان شوم،
چوں آن عقیفه صالحه بر اراده وز مطلع گشت دعا کرد، زرد بینا شد و
بیرون رفت. روز دیگر بازن فرزندان خود آمده مسلمان شد و نام او عبد اللہ
نهادند و یکے از واصلان گردید. دیگر در ملتان در مسی مولانا منہاج
الدین ترمذی که سن شریف ایشان بہترده سالگی رسیدہ بود بہ تحصیل علوم
دینی مشغول بودند، ہمدراں ایام حضرت خواجہ قطب الملہ والدین اوشی
دراں مسجد شریف آوردند و حضرت شیخ فرید الدین را اصلاح و تقوی

بر کمال بود از روی نهایت اخلاص بخدمت حضرت خواجہ آمدند، ایشان
 پرسیدند در دست شما چه کتابست، گفتند "نافع" است در علم فقہ حضرت
 خواجہ فرمودند انشاء اللہ تعالیٰ شمار نافع خواهد بود، گفتند مرا خدمت حضرت
 نافع است و ہم در آن مجلس مرید شدند، چون حضرت خواجہ از ملتان
 متوجہ دہلی شدند و ایشان سہ منزل ہمراہ پیر خود آمدند، آخر با اشارہ
 پیر مراجعت نموده بہ تحصیل علوم ظاہری مشغول گشتند و شغل باطنی نیز
 داشتند، چون علوم ظاہر و باطن حاصل آمد عازم دہلی گشتہ بخدمت پیر
 خود رسیدند و حضرت خواجہ از رسیدن ایشان بسیار مسرور و خوش وقت
 شدند و شہرت ایشان در دہلی بسیار شد از خدمت پیر خود رخصت گرفتہ
 بقصبہ ہالسی رفتند بعد از رحلت حضرت خواجہ بدہلی آمدند و خرقہ
 خلافت را پوشیدند و یک ہفتہ در دہلی ماندہ بسبب هجوم خلایق باز
 بطرف ہالسی عازم گردیدند و چند گاہ در آنجا بودہ باز بکبہ اندحام
 مردم مسافر شدند و گذران ایشان بموضع اجودھن کہ نزدیک بیابان
 است افتاد، چون اکثر مردم از آنجا سست اعتقاد بودند
 متوجہ و مشغول حال ایشان نمی شدند در آنجا اقامت نموده بخاطر جمع
 مشغول گشتند و ہم در آنجا حضرت ایشان را تاہل واقع شد و فرزندان
 حاصل آمدند و آوازہ مجاہدت و ریاضت و کرامت ایشان در اطراف
 و اکناف مشہور شد و طالبان راہ حق روئے ارادت باستانہ ایشان

(۱) فرمودہ۔

نہادند و بشرف دستبوس و بیعت مشرف شدہ بمراد می رسیدند، خوارق و
 کرامات ایشان زیادہ از انست کہ اندکے دریں رسالہ گنجائی داشته باشد
 حضرت ایشان را گنج شکر از اں گویند کہ وقتے در دہلی ہفت روز
 از جنس طعام چیزے نہ رسیدہ و افطار نہ کردہ بودند بخدمت پیر خود حضرت
 قطب الاولیاء می رفتند از غایت ضعف پائے مبارک ایشان بلغزید
 بیفتادند و اندک گلے بدہان ایشان درآمد و بقدرت الہی شکر گشت
 چون بخدمت پیر خود رسیدند حضرت خواجہ فرمودند فرید الدین گلے کہ
 بدہان تو رفت و شکر گشت چه عجب است حق تعالی وجود ترا گنج شکر
 گردانیدہ و ہموارہ شیریں خواہی بودہ ایشان سر نیانہ بنشین نہادند
 چون از آنجا باز گشتند ہر کس کہ ایشان را می دید می گفت فرید الدین
 مسعود گنج شکر می آید، وجہ تسمیہ گنج شکر بچند روش دیگر ہم مسموع شدہ
 اما آنچه در کتابہام قوم است این است کہ مسطور شدہ و حضرت
 ایشان صائم الدہر بودند و در حال بیماری نیز افطار نمی کردند و خوش
 ایشان اکثر میوہ ہائے جنگلی و گیاہائے صحرائی بود و اکثر بنمہرگان این سلسلہ
 علیہ صائم الدہر و قائم اللیل بودہ اند نقل است از حضرت سلطان
 الاولیاء کہ می فرمودند روزے حضرت گنج شکر دست بر محاسن کشیدند
 و موے جدا شد، التماس نمودہ آن موے را گرفتیم و تعویذے ساختیم
 ہمیشہ با خود داشتیم، چون بدہلی رسیدم ہر گاہ مرا یاد میکردے را بیماری آرد
 مباد آن تعویذ را شستہ میخوردیم و اللہ تعالی شفای بخشید و

در شهر دہلی شہرت داشت و بیماریاں از من می بردند و صحت می یافتند و باز
می آوردند و آنرا در طاقے معین نگاہ می داشتیم۔ روزے یکے از دوستان
بر من آمد و بجهت بیماری پسرخود آن تعویذ را از من خواست، ہر چند
در آن طاق و دیگر جا ہا تفحص کردم نیافتیم۔ آن شخص نا امید برگشت و
پسرش ہمدراں بیماری فوت شد، بعد از ان آن تعویذ را در ہماں طاق
یافتیم۔ وہم از حضرت ایشاں منقول است کہ می گفتند چون حضرت
پیرمرا بیماری روئے نمود، مرا بعنایات خاصہ نواختہ بجانب دہلی رخصت
فرمودند و آب در چشم مبارک ایشاں گردید، من نیز وقت و دواع بیشتر از
ہر مرتبہ کہ از خدمت ایشاں جدائی شدم اندر وہگین و غمناک شدم وہم
بداں حال بدہلی رسیدم ناگاہ خبر رحلت آنحضرت رسید کہ شبے بعد از
ادلے نماز عشر بیہوش گشتند، بعد از ہر شبیاری از مولانا بدرالدین
اسحق پرسیدند کہ من نماز عشر گزارده ام، گفت بلے، بجهت احتیاط
باز نماز عشر گزاردند و باز بیہوش شدند، چون بخود آماندہ رسیدند
نماز عشر کردہ ام، گفت بلے، باز مرتبہ سیوم نماز عشر کردند، بعد از ان
فرمودند نظام الدین در دہلی است، من نیز وقت رحلت پیر خود در
مانسی بودم و مولانا بدرالدین آہستہ فرمودند کہ از حضرت خواجہ
قطب الدین بمن رسیدہ بدرویش نظام الدین سانی و وضو ساختہ دوگانہ ادا کردند
در چند رحمت بزودی پیوستند۔ وفات حضرت ایشاں پنجم ماہ محرم ۶۶۲ھ روی
دادہ و مرق شریف رقصیہ بین است کہ نزدیک ہواست۔

ذکر حضرت سلطان الاولیاء، ملک التقیاء، صدر آرائے
 مسند عرفان، مسند نشین دیوان ایقان، سلالہ اولیائے
 نقاوتہ پیشان عظام، عارف معارف ربانی، سالک مسالک
 خدادانی شیخ نظام الدین محمد بدایونی قدس اللہ تعالیٰ امرہ
 نام پدر بزرگوار ایشان شیخ احمد بن دانیال است از عزیزین بہ
 ہندوستان آمدہ بودند و در قصبہ بداول اقامت داشتند و حضرت
 ایشان را پنج سالہ گذشتہ بعالم بقار حلت نموده اند و ایشان را والدہ
 ماجدہ پرورش کردہ، چون بجد بلوغ رسیدند با کمال صلاح و تقویٰ بسبب
 علم ظاہری مشغول گشتند و در سن بیست و پنج سالگی بشہر دہلی تشریف
 آورده اند، والدہ شریفہ خود را نیز ہمراہ داشتند و در دہلی بہ تحصیل
 علوم مشغول شدند و بدرس مولانا شمس الدین خوارزمی کہ فاضل و کامل
 بود حاضر می شدند، اگرچہ مدار مملکت پادشاہ عصر بمولانا مفوض بود و شمس
 الملک خطاب داشت اما تعظیم و احترام حضرت ایشان را بیش از
 علماء و فضلاء شہر کردے و حضرت ایشان حضور روزنہ، متاہل نشاندے

حجرۃ نزدیک خانہ حضرت شیخ نجیب الدین برادر حضرت گنج شکر داشتند۔
والدہ ماجدہ ایشان در ہماں ایام رحلت نمودہ چون قرب ظاہری و باطنی
باشیخ نجیب الدین قدس سرہ واقع بود، اکثر بصحبت ایشان میرسیدند
اعتقاد و اخلاص تمام در خدمت ایشان داشتند۔ روزے از شیخ
نجیب الدین التماس فاتحہ نمودند کہ قاضی بجائے شوم تا عدل و انصاف
تسببت بخلق بظہور رسام، حضرت شیخ جو اب ندادند، باز مکرر التماس
فاکہ کردند، شیخ فرمودند، ہرگز قاضی نشوی لیکن چیزے شوی کہ من میدانم و
در آن ایام آوازہ حالات و مقامات حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر عالم را
فرہ گرفتہ بود، بعد از چند روز حضرت ایشان متوجہ اجودھن گشتند و
بشرف ملازمت حضرت پیر خود گنج شکر مستعد گردیدند و حضرت ایشان
می فرمودند چوں بہ بیعت و مریدی حضرت گنج شکر مشرف گشتم در آن زمان
فقر و عسرت بر حضرت پیر غالب بود چنانچہ در ہفتہ یک دور و زفاقہ
می شد و مریداں ہر کدام بصرای رفتند یکے و یکے کریل می آورد و یکے
آب و یکے ہیزم می آورد و من آن را دردیگے انداختہ می جو شانیدم و در کاسہ
کشیدہ بخدمت حضرت پیر خود گنج شکر می بردم یاں افطاری فرمودند و
بساتر در و ایشان قسمت می کردند و میسر نبود کہ تک دریاں انداختہ
شود روزے اندک نمیکے قرض کردم و دریاں انداختم، چوں بخدمت
ایشان آوردم ازان تناول نہ کردند و فرمودند کہ دریں شبہ البیت،
عزیز کردم شیخ معین الدین و مولانا بدر الدین اسحق و شیخ جمال ہانسوی و

مولانا حسام الدین ہر کد ام یک چیزے می آرند و فقیر می جو شام و اعتیاط
 تمام بکار می بریم، شبہہ از کجا باشد، بران حضرت ظاہر خواهد بود، فرمودند
 نمکے کہ دریں کردہ از کجا است گفتم آنرا قرض کردہ ام، فرمودند در ویشاں از
 فاقہ بمیرند و از برائے لذت نفس قرض نگیرند۔ زیرا کہ در قرض و توکل بعد
 المشرقین است۔ بعد از ان فرمودند کا سہارا بردارید و این ارشادے
 بود کہ بمن کردند پس از ان وقت شرط کردم کہ ہرگز بہیچ حاجتے قرض
 نکنم۔ گلیے کہ بران نشستہ بودند بمن عطا فرمودند و دعا کردند کہ ہرگز
 محتاج قرض نشوی و وقتے کہ مرالطرف دہلی رخصت کردند و صیبت
 نمودند کہ بہر طریقے کہ باشد خصمان را خوشنود گردانی و اگر قرض کسے داشتہ
 باشی باورسانی۔ چون بدہلی رسیدم بخدمت حضرت شیخ نجیب الدین
 رتم و قصہ ملازمت و ارادت خود را کہ بخدمت حضرت پیر خود مودہ
 بودم، گفتم، بسیار خوش وقت شدند، فرمودہ اند کہ چون بدہلی رسیدم
 جائے کہ تو ام بفرارغ خاطر مشغول باشم بنزد و در آں ایام حفظ قرآن
 میگردم و بصرارفتہ مشغول می شدم، روزے بکنار حوض قتلخ رسیدم
 در ویشی دیدم کہ صاحب حال بود، پرسیدم در شہر می باشید، گفت
 شہر جائے بودن و سکونت نیست، اگر حلاوت عبادت میخواہی در شہر
 مباش۔ بیانغے رتم و تجدید و ضو نمودہ نماز گزاردم و مناجات کردم
 کہ الہی ہر جا کہ صلاح حال من باشد اشارت شود تا در آنجا سکونت
 نمایم آوازے شنیدم کہ جائے بودن تو غیبت پورا است، چون

چنین اشارت شد غیبات پور را محل اقامت ساختم، چنانچه الحال روضه
 منبر که حضرت سلطان المشائخ درهماں جاست و در غیبات پوره حجره
 ساخته بهدایت و ارشاد خالق مشغول شدند و بسیارے روئے ارادت
 عقیدت بایشاں آورده از معاصی و منایہی و ملاہی باز ماندند و امیر
 سیف الدین لاجین با پسران خود عزالدین علی شاہ و حسام الدین احمد
 و خواجہ ابوالحسن خسرو و خدمت حضرت سلطان الاولیاء آمدہ مرید شدند
 امیر سیف الدین مرد صالح بود و خواجہ خسرو فرزند ایشاں کہ از تعریف و
 توصیف مستغنی اند و ایشاں در سن ہشت سالگی مرید حضرت سلطان
 الاولیاء شدہ اند و عنایت آنحضرت در بارہ ایشاں و اخلاص و اعتقاد
 ایشاں در خدمت آن حضرت بدرجہ کمال بود، ازاں بود کہ بکمال رسیدند
 ایشاں سلطان اشعرا و برہان الفضلہ در جمیع طرز سخن و نظم و نثر
 یگانہ روزگار خود بودہ اند و جامع بودند میان علم ظاہری و باطنی و ریاضت
 و مجاہدت بر کمال داشتند گویند ہر شب در سجد ہفت سہ پارہ
 قرآن میخواندہ اند منقول است روزے کہ متولد شدند، پدر ایشاں
 را در پارچہ پچیدہ نزد مجذوبے کہ بسیار صاحب حال بود، برد
 آن مجذوب گفت آورده شخصے را کہ دو قدم از خاقانی پیش خواہد
 بود و ایشاں با کمالات ظاہری و باطنی، علم موسیقی را جمع ساختہ
 بودند و درین فن کامل بودند و در و شش قول و ترانہ کہ درین وقت مشہور
 است ایشاں وضع نموده اند و پیشتر از ایشاں.....

نموده۔ گویند عنایتِ حضرت سلطان المشائخ در بارهٔ ایشان بحدے بود
 کہ روزے فرمودند، از ہمہ تنگ آیم و از تو تنگ نیایم۔ بار دیگر فرمودند
 از ہمہ تنگ آیم بحدیکہ از خود تنگ آیم اما از تو تنگ نیایم۔ تعریفِ حضرت
 امیر خسرو ازین بیشتر چہ تو اں کردن۔

گویند سلطان علاء الدین بادشاہِ دہلی برادرِ خود را بہ تسخیر مملکت
 فرستادہ بود مدتی بریں گذشت و خبرے از ونداشت، شخصی بخدمت
 حضرت ایشان فرستاد و واقعہ را باز نمود و گفت من نیز یاں طرف
 میخوام ہم لشکر بخدمت حضرت قدم رنجہ فرمایند و مہرچہ اشارہ شود چنان
 کنم و خواست کہ بایں تقریب قدم مبارک ایشان بمنزل اورسد و
 این شرف را در یاد حضرت سلطان الاولیاء در مراقبہ شدند و بعد
 از زمانے سر برداشتہ یاں شخص فرمودند کہ برو و بسططان بگوے کہ
 فردا خبر فتح آں مملکت برسد و برادرِ شما نیز دریں زودے با عنایت کم
 بسیار خواهد رسید، چون این بشارت بسططان رسید بسیار خوشحال و
 مسرور گشت۔ روز دیگر شتر سوارے فرودہ فتح آورد و بچنان شد
 کہ آں حضرت فرمودہ بودند۔ سلطان پانصد دینار زر سہر خ شکرانہ
 بخدمت حضرت سلطان المشائخ فرستاد۔ درویشے در خدمت ایشان
 حاضر بود، اسفندیار نام، گفت یا حضرت الہدایا مشترک ایشان
 فرمودند اما تنہا خوشترک و آں پانصد دینار را باو عطا کردند۔ گویند
 ذوق و وجد حضرت ایشان بدرجہ اعلیٰ و مرتبہ قصویٰ بود و سماع بسیار

فی فرمودند، خوارق و کرامات حضرت ایشاں زیادہ از انست کہ اندکے
 ازاں بہ تحریر در آید چوں سن مبارک ایشاں بہ نود و چہار سال رسید
 تا ہشت ماہ از ایشاں بول و براز ظاہر نشد، خادم را فرمودند ہر چہ
 از نقد و حبس در ملک ما باشد حاضر گرداں تا بہ مستحقان قسمت نمایم،
 گفت ہر چہ فتوح می رسید تا روز یکمئی ماند، چند ہزار من غلہ در
 انبار است کہ بفقرار رنگر بختہ می شود، فرمودند رو و بمصرف رساں،
 بعد ازاں جاہ ہائے خاص خود را طلبیدند و خلفا عطا نمودند و ہر یکے
 را بجائے فرستادند و حضرت شیخ نصیر الدین حاضر بودند، با ایشاں
 نہادند تا روز چہار شنبہ شد، ایشاں را طلب فرمودہ خرقہ و عصا و
 تسبیح و کاسہ چوبین و آنچه از پیر خود حضرت گنج شکر یافتہ بودند، با ایشاں
 عنایت کردند و جانشین خود ساختہ بر حمت حق پیوستند۔

وفات حضرت ایشاں روز چہار شنبہ ہر دہم ماہ ربیع الآخر
 سال ہفتصد و بیست و پنج ہجری واقع شد و مرقد شریف ایشاں
 در دہلی نو است درین وقت خواجہ خسرو با سلطان غیاث الدین بنگالہ
 بودند چوں این خبر شنیدند بے رخصت سلطان متوجہ دہلی گشتند و مزار
 پیرانواراں حضرت رسیدند، مقابل قبر ایستادند و گفتند، سبحان اللہ
 آفتاب زیر زمین و خسرو زندہ بروئے آں۔ روئے گرد آلود خود را باں
 مرقد منورہ سودہ بہوش شدند و جاہ ہائی سیاہ پوشیدند و بعد از سہ
 و نیم ماہ ایشاں نیز رحلت نمودند و در پائے پیر خود مدفون گشتند۔

ذکر قدوة عارفان و خلاصه کامل غواص لجة
 مفت و در دریای حقیقت آسمان جهان و لایبت
 قطب فلک کرامت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ
 نصیر الدین محمود اودھی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

از اکابر دین و بزرگان صاحب یقین بوده اند و حالات و مقامات علیہ و
 کشف و کرامات جلیبہ داشته اند تولد ایشان در شهر اودھ بوده و ایشانرا
 والد بزرگوار نے سالہ گذارنے از عالم رحلت نموده و والدہ ماجدہ در پرورش
 و تعلیم علوم دینی ایشان مساعی جمیلہ نمود، علوم ظاہری را تا بیست و
 پنج سالگی کسب نمودند و بعد ازاں در تحصیل کمالات باطنی مشغول
 گشتند و ریاضت و مجاہدتی عظیم داشتند و مدت ہفت سال با یک
 دو درویش تا نماز جماعت فوت نشود در صحرا ہا رفتہ مشغول می شدند و
 اکثر اقطار ایشان بہ برگ سبھا لو بود چون چہل و سہ سالہ شدند مسافر گشتہ
 بدہلی رسیدند و بسعادت ارادت حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین
 محمد بدایونی قدس اللہ سرہ مشرف شدند و در خدمت پیر خود بطلب حق

مشغول می بودند و ایشان را در او دهم خواهری بود رابعه وقت بجهت
 تفقد حال همشیره از پیر خود رخصت شده بشهر او دهم میرفتند و بازمی
 آمدند و اکثر در خانه شیخ برهان الدین غریب که یکی از خلفائے حضرت سلطان
 الاولیا بود می بودند. حضرت سلطان الاولیا کلاه نمدی شیخ برهان الدین
 عنایت کرده بودند و آن کلاه گم شده بود ازین جهت بسیار ملول و غمگین
 می بودند روزی ایشان در مراقبه بودند و شیخ برهان الدین اندوهناک
 نزدیک ایشان نشستند چون ایشان سر برداشتند شیخ را بسیار
 متالم یافتند سبب آن پرسیدند گفتند کلاه مبارک پیر دستگیر گم شده
 باز مراقبه نموده سر بر آوردند و فرمودند اندوین میباشید که کلاه را خواستید
 یافت باز یادت می روز دیگر چو شیخ برهان الدین بخدمت حضرت
 سلطان الاولیا رفتند آن حضرت مصلائے صفا را با ایشان
 عنایت کردند و شیخ مسرور و خوش وقت بخانه مراجعت نمودند و بجهت
 نگاهداشتن مصلا بقیه و اگر دند از اتفاقات حسنه کلاه را در آن بقیه یافتند
 و شکر حق بجائے آوردند ایشان فرموده اند که حق کسوت اینست که گندم
 نما و جو فروش نباید بود، جفا باید کشید و وفا باید نمود، اگر سلطان الاولیا
 نمی فرمودند که در شهر یاش و جفا بکش، هرگز مرانیت در بودن آبادانی
 نبود، در کوهستان و بیابان مشغول می بودم. گویند حضرت ایشان
 بر سنت پیر خود عمل نموده متاهل نشده اند و حضور بوده اند و خلفائے
 حضرت سلطان الاولیا بر وجود ایشان تقاضای می نمودند استغراق و

تسلیم و رضائے حضرت شیخ بدرجہ اعلیٰ بود چنانچہ روزے در حجرہ خود مشغول
بودند قلندرے ترانی نام کہ خاک بر سرش باد حجرہ ایثال در آمد و یازده
زخم کار دبر وجود مبارک حضرت شیخ زده خون از حجرہ بیرون رواں شد،
نہاد ماں خبر دار شدہ حجرہ در آمدند و حال را چنین دیدند و حضرت شیخ
بکمال خود مشغول بودند و اضطراب نداشتند، مریداں خواستند کہ قلندر
بدبخت را آزار رسانند، ایثال منع فرمودند کہ، هیچ کس بہیچ وجہ باو آزار
نرساند و بیست تنکہ بہ قلندر انعام فرمودند و عذر خواستند کہ مبادا دست
ترادروقت کار و زدن آزارے مر سیدہ باشد، بعد ازین قضیہ سال
دیگر در حیات بودند و در ہنزدہم ماہ رمضان المبارک شب جمعہ
رحلت ایثال روئے دادہ و در حین رحلت مولانا زین الدین علی کہ
مرید و خادم بود عرض کرد کہ خلفائے بزرگ و مریداں حضرت بسیار اند
یکے را ترقہ خلافت و جانشینی عنایت شود، فرمودند نام ہمہ را نوشتہ
بیارید، چنین کردند، چون نام ہمہ را شنیدند فرمودند با ایثال بگو کہ غم
ایمان خود بخورید، چہ جائے آنکہ بار دیگر اں بردارید و وصیت کردند
کہ خرقہ حضرت پیر دستگیر را وقت دفن بر سینہ من بگذارید، و عصا را
برابر من در لحد نہید و تسبیح را در انگشت شہادت من خواہید
پیچید و کاسہ چوبین را در زیر سر بجائے خشت و نعلین را در آغوش
من خواہید گذاشت مریداں و خادماں بموجب وصیت ایثال عمل
نمودہ۔ وفات ایثال در ہنزدہم ماہ رمضان المبارک وقت چاشت

سال ہفت صد و پنجاہ و ہفت ہجری روئے دادہ۔ مرتد در بیرون
دہلی نواست۔

خاتمہ بدانکہ چوں این ضعیفہ راجیہ بعد از ادائے فرائض و
واجبات و تلاوت قرآن مجید ہیچ امر شریف تر از ذکر حالات و مقامات اولیائے
کرام قدس اللہ ارواحہم می داند بنامہ براں خلاصہ اوقات خود را بمطالعہ
کتب رسائے کہ مشتمل بر احوال سعادت مال بزرگان دین و اکابر صاحب
یقین است صرف می نماید کمال اخلاص و عقیدت مندی این فقیرہ
را براں داشت کہ مختصرے از احوال حضرت پیوستگی و خلفائے بزرگ
آن حضرت را روح اللہ ارواحہم تحریر نماید۔

الحمد للہ والمننتہ کہ بتوفیقات خدائے علیم و قدیر و عنایات حضرت
پیوستگی بریں مطلب خود فائز گردید و این رسالہ مونس الارواح
بتاریخ بیست و ہفتم ماہ مبارک رمضان سال یکہزار و چہل و نہ
ہجری با تمام رسید و خلعت اختتام پسید و احوال این بزرگان را
کہ مقربان در گاہ صمدیت انداز کتب رسائے معتبرہ با احتیاط تمام بیرون
آوردہ بقید تحریر آوردہ شد و باعتبار این ضعیفہ آنچه دریں ثبت
گردیدہ صحت تمام دارد، امید کہ خوانندگان را فیض و بہرہ
تمام ازال حاصل آید۔

تمام شد

تقصیری نہ خواہم کرد۔ الحمد للہ والمنة وصد ہزاراں ہزار شکر کہ یہ روز
 پنجشنبہ چہار دہم ماہ رمضان المبارک سعادت زیارت مرقد منور
 معطر حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل شد۔ یک پہر روز
 ماندہ بروقتہ مقدسہ رفتم و رخ زرد خود را بخاک آل آستان سودا
 واز دروازہ تا کنبد مبارک پائے برہنہ وز میں بوس کناں رفتم و داخل
 روضہ شریف شدہ ہفت مرتبہ گرد قبر پیر پیر خود گشتم و بکترگان خود
 جاروب کردم و خاک خوشبوئے آنجا را تو تیبائے چشم خود ساختم، دران
 وقت عجب حالتے و ذوقے باین فانیہ روئے داد کہ تجریر راست نمی آید
 از نہایت شوق سرا سیمہ شدہ بودم، نمیدانستم کہ چہ گویم و چہ کنم القصہ
 عطر و عنبر اول بر قبر معطر و معبر آنحضرت بدست خود مالیدم و چادر گل کہ
 بر سر خود برداشته آورده بودم بر بالائے قبر مبارک انداختم و در مسجد
 سنگ مرمر کہ پدر بزرگوار حق شناس این حقیرہ راست کردہ اندر رفتہ
 نماز ادا کردہ و باز در گنبد مبارک نشستہ سورۃ جینس و فاتحہ بروح
 پرفتوح خواندم و تا وقت نماز مغرب در آنجا بودم و شمع بروقتہ آنحضرت
 روشن کردہ روزہ بآب جھالرہ افطار کردم۔ عجب شامے دیدم آنجا کہ
 بہتر از صبح بود۔ اگر چہ اخلاص و محبت عقیدت فانیہ تقاضائے این نمی کرد
 باین قسم جائے پرفیض و گوشہ عافیت رفتہ باز سجانہ بیاید یا چہ چارہ
 رشتہ در گردنم افکنده دوست
 می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اگر اختیاری داشتیم همیشه در روضه آن حضرت که عجب گوشه عافیت
 است و من عاشق گوشه عافیت هستم، بسرمی بردم و بسعادتی طوف
 نیز مشرف می شدم، ناچار چشم گریاں و دل بریاں بصد هزار افسوس
 ازاں درگاه رخصت شده بخانه آمد و تمام شب طرفه بیقراری درین
 بود صبح آن روز جمعه والد تیر گوارم کوچ فرموده متوجه ابر آباد شدند
 این کتاب مستطاب شریف و منیف را که این حقیره احوال با کمال سعادت
 اشتمال حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ را از کتب رسائل معتبره حسب
 المقصود بهم رسانیده نذر آنحضرت کردم که همیشه در روضه متبرکه و
 منوره بوده باشد امید از کریم و رحیم و لطف عمیم آن حضرت آنست
 که این رساله را ازین کمترین مریدان عقیدت نشان خود قبول خاص
 فرمایند و خوش کنند و توجه برین مرید داشته باشند

معین الدین مافانیست در حق
 ازاں باقی شده در ذات بر طلق



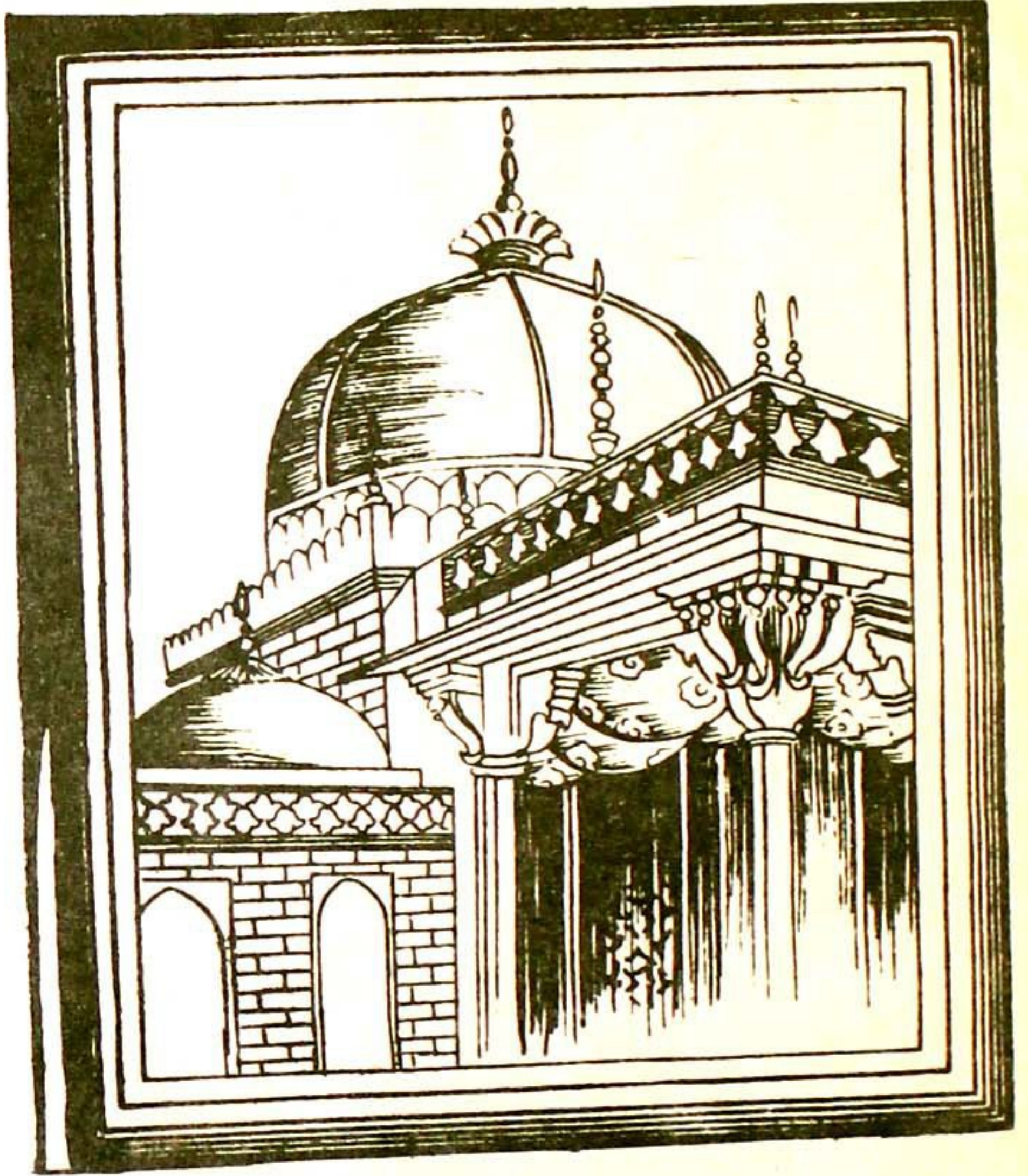
تازنِ رحلتِ حضرتِ خواجہ معین الحق والدینِ حشری، سنجری، اجمیری

فیضِ بخشِ جہانِ بعلم و یقین
 خواجہ سقّیٰ نما معین الدین !
 رونقِ خاندانِ چشت از دست
 زینتِ روضہ بہشت از دست
 سنجری، حشری است آن فیاض
 ہادی و مہدی است آن متراض
 جمعہ و ششمِ رجبِ بودہ !
 کز جہانِ خواجہ نقل فرمودہ
 سالِ نقاشِ جوانِ بصدق و صفا
 بیگمان زیبِ جنتِ والا

۳۳ ۶ ۴۰

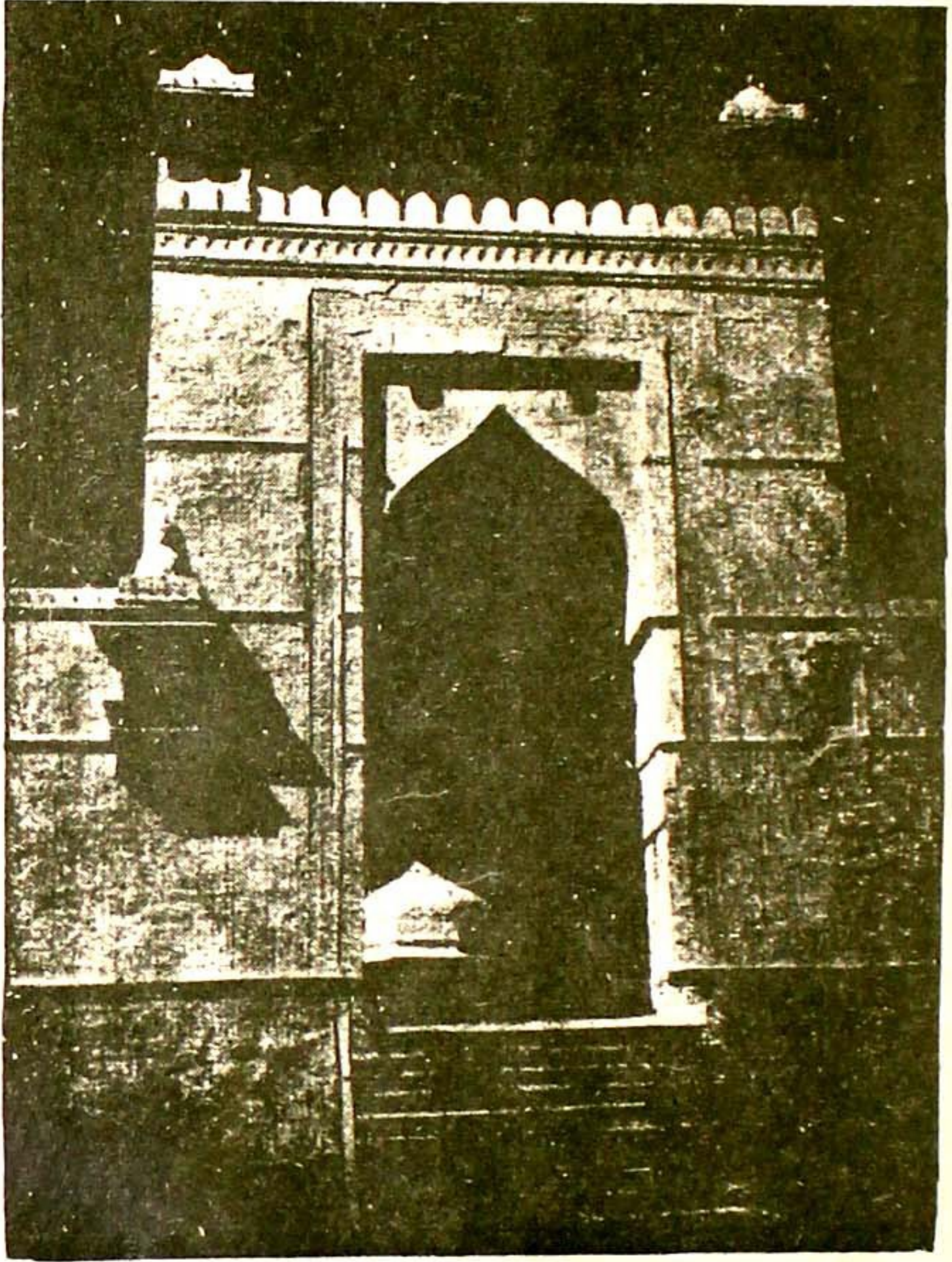
(از مخبر الوائین)

درگاہِ معلیٰ حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز

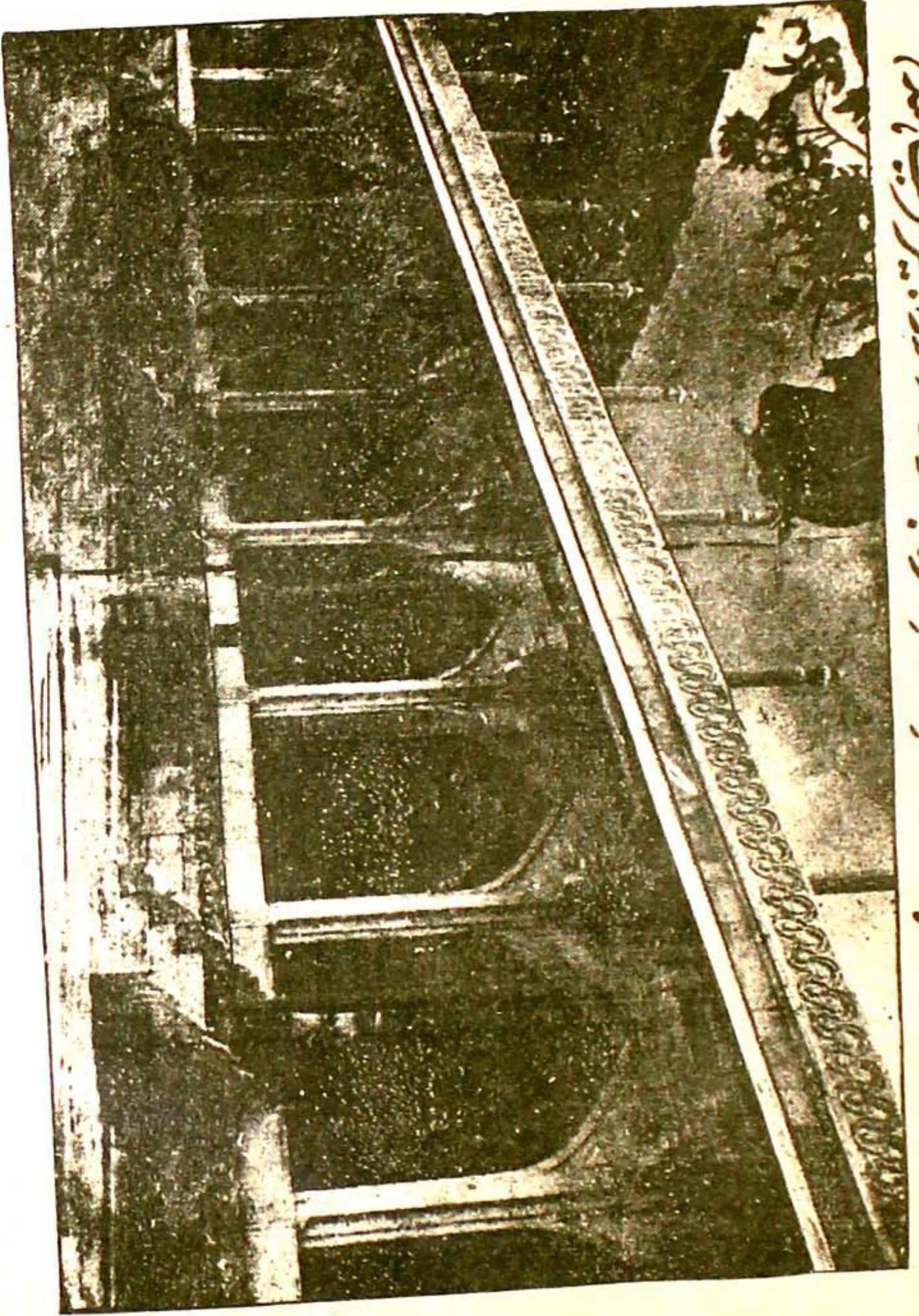


در اجمیر شریف ہند

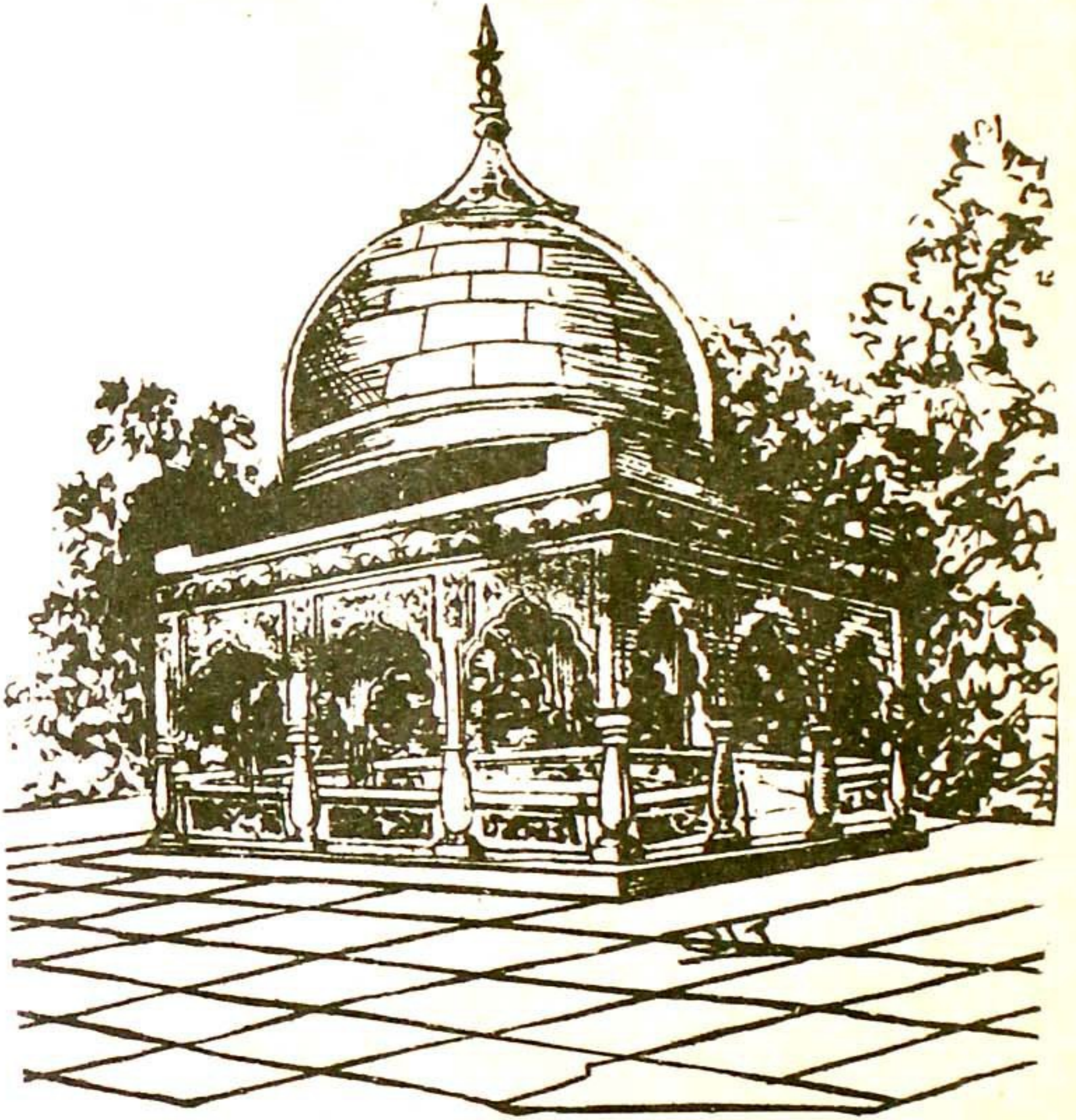
”بلند دروازہ“ درگاہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ



جامع مسجدنا بہرائی اندرون درگاہ غریب نواز (دراجمیر شریف ہند)

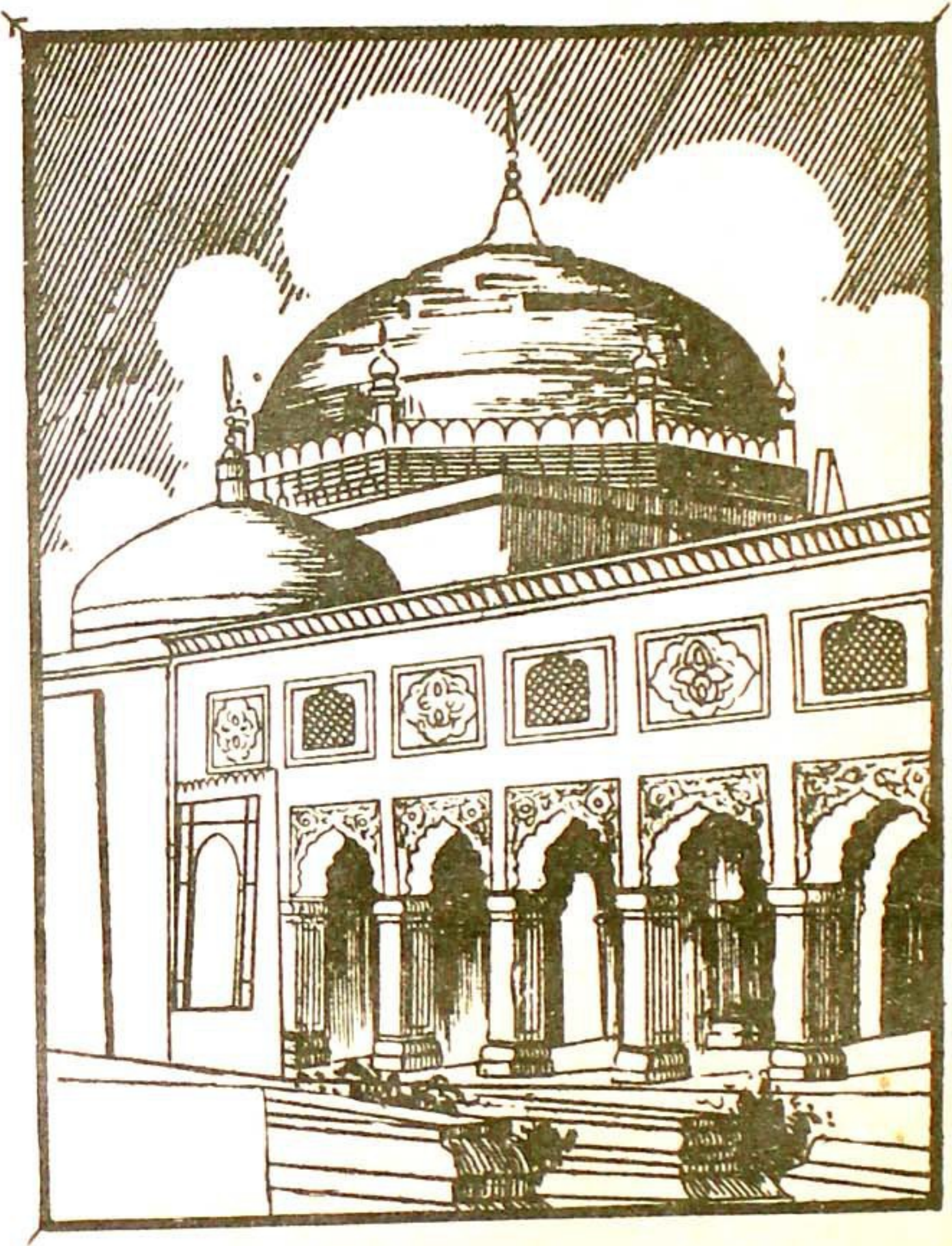


مزار فیض اثاسا
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کالی قدس اللہ سرہ



درود پل دیہند

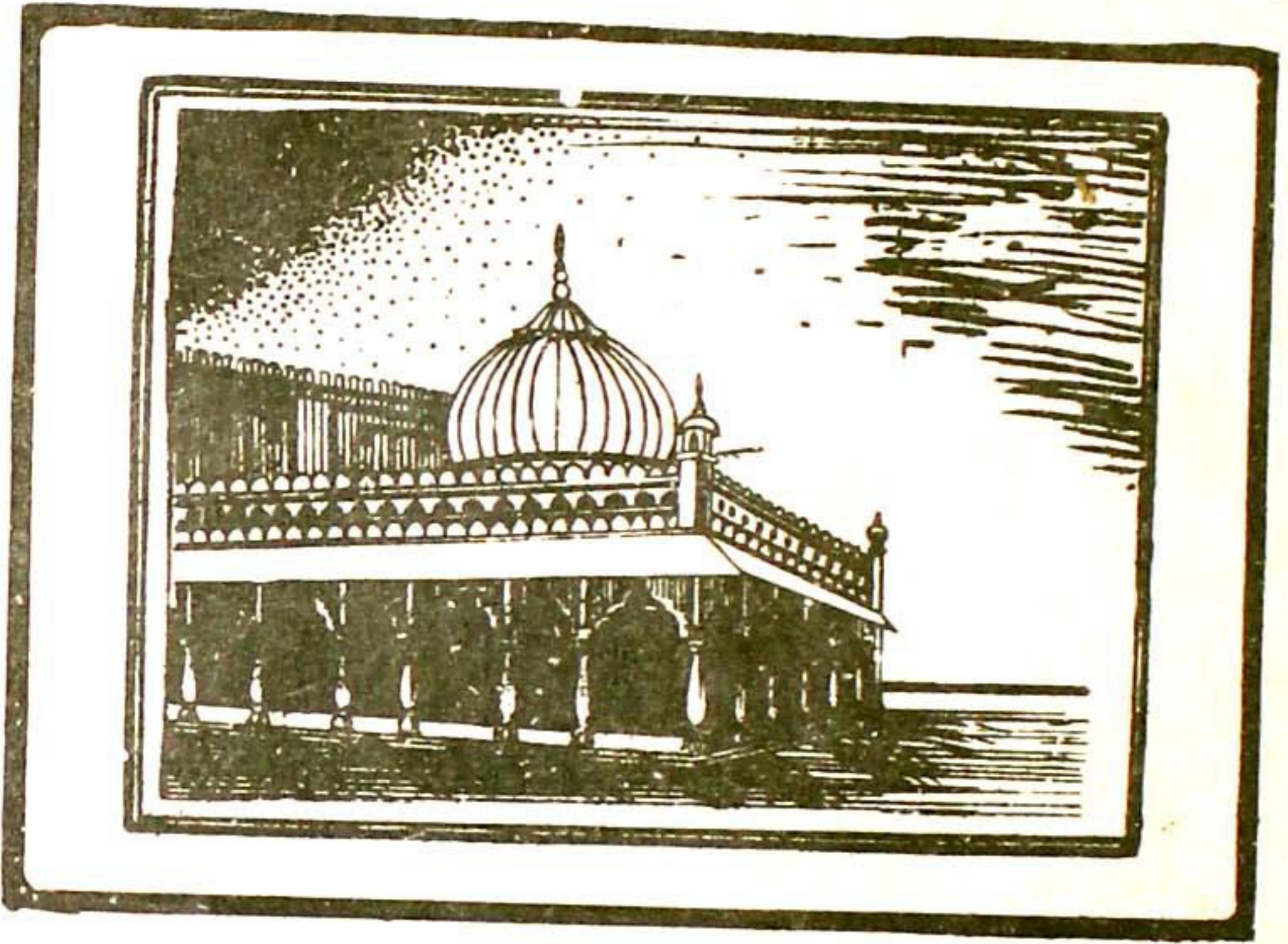
مزار فیض اٹاس
حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ



درپن مغربی پاکستان،

مزار پُر انوار

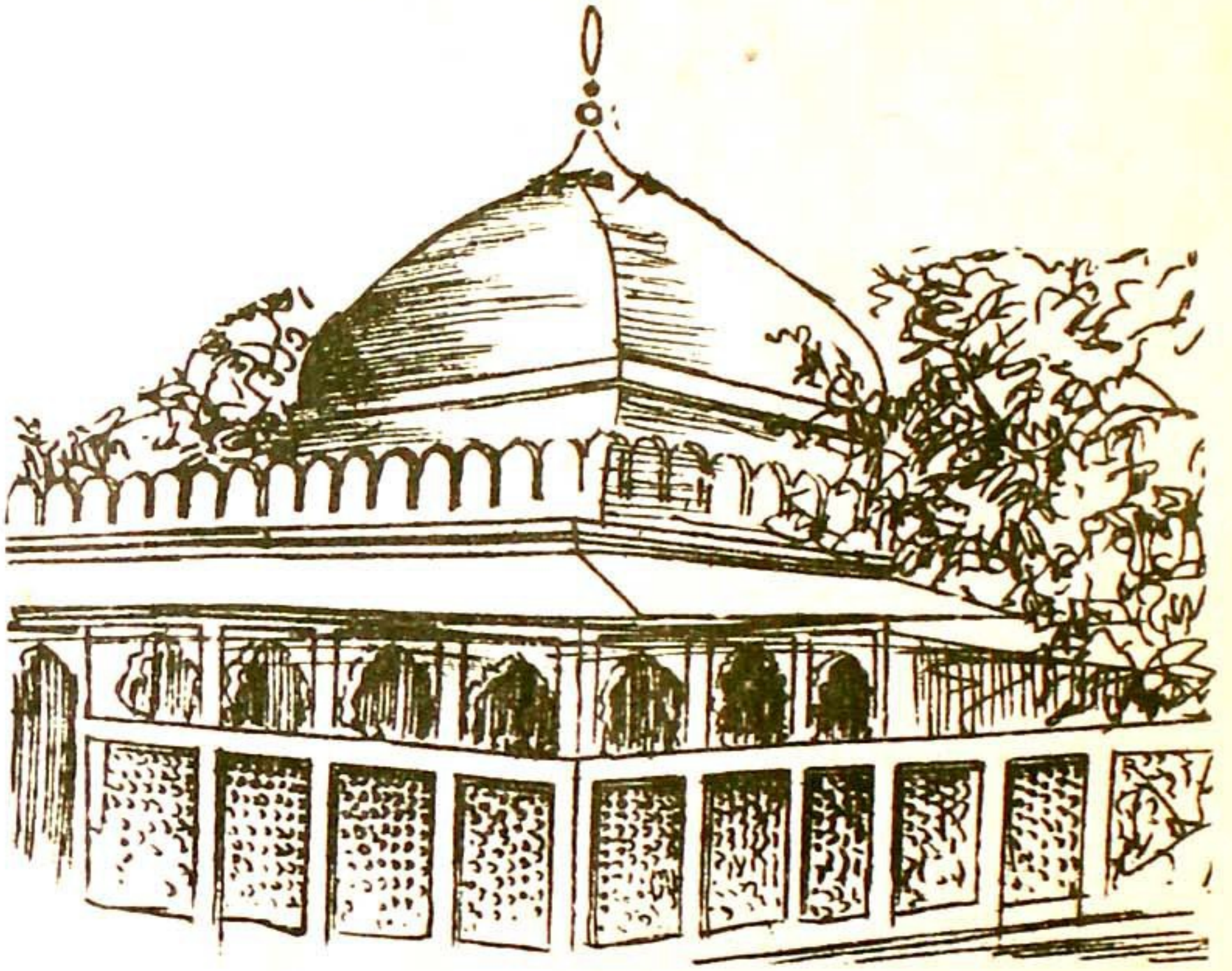
حضرت خواجہ نظام الدین سلطان الاولیاء قدس سرہ



درود پٹی (ہند)

مَزارِ مَبَارَكِ

حضرت خواجہ امیر خسرو سلطان الشعراء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



درود پئی دہند

مقبرہ جہاں آرا، یکم بنت شاہ جہاں بادشاہ ہند

در دہلی (ہند)

